ٹائٹل بار اول

الحمد للہ و المنّہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجّت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

لاتمام الحجّۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۷۰۰ قیمت ۵ر

۱۵- دسمبر ۱۹۰۰ء

نصیحت:۔ وہ تمام دوست جن کے پاس وقتاً فوقتاً یہ نمبر پہنچتے جائیں چاہیئے کہ وہ انکو جمع کرتے جائیں اور پھر ترتیب وار ایک رسالہ کی صورت میں بنالیں۔ اور اس رسالہ کا نام ہوگا ”اربعین لاتمام الحجّة علی المخالفین۔“

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی

اربعین نمبر اوّل

آج مَیں نے اتمام حجّت کے لئے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں* تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجّت ہو کہ مَیں جس امر کے لئے بھیجا گیا تھا اس کو مَیں نے پورا کیا۔ سو اب میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیاں و پنڈتان ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں

* اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجائے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جبتک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آکر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے۔ مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ میں داخل رہیں گے۔ اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو یا کسی خاص شخص کی ذلّت یا موت پر مشتمل ہو۔ منہ

ص۲ کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔ اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دنیا میں پھیلاؤں۔ مَیں اِس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کردوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اسقدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچا خدا**۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اسکو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پاکر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا

میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ اُن کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

۳ف

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اُس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو مَیں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اسلئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اُن تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ تین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے مَیں اُسکو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ مَیں اُسکی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا

۴ مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلّہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اَور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیرووں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی رُوح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی رُوح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور مَیں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کریگا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائیگا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔

ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی

اربعین نمبر۲

رب اغفر ذنوبنا واھد قلوبنا انک الذ الاشیاء ان یُسْقیٰ جرعۃ

من عرفانک ولایُسْقیٰ الا بفضلک وامتنانک۔ رب انی اشکو

الی حضرتک من مصیبۃٍ نزلت علی ھذہ الامۃ من انواع الفتن

والتفرقۃ۔ ربّ اَدْرِکْ فانّ القوم مُتدارکون۔

چونکہ انسان خدا تعالیٰ کی عبادت اور معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی عبادت اور معرفت میں ترقی کریں۔ اور جب کبھی کوئی ایسا زمانہ آجاتا ہے کہ اکثر طوائف مخلوقات دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور دنیا سے دل لگاتے اور اُنس پکڑتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اخلاص اور ذوق اور شوق دلوں میں سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور خداشناسی کی راہیں مخفی ہو جاتی ہیں اور خدا کے گذشتہ نشان جو اس کے پاک نبیوں کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے تھے یا تو محض قصوں اور کہانیوں کی طرح مانے جاتے ہیں اور دلوں کی تبدیلی اور انقطاع الی اللہ اور صفائی اُن سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ اُن کی کچھ بھی ہیبت اور عظمت دلوں میں باقی نہیں رہتی اور یا وہ محض جھوٹے سمجھے جاتے ہیں اور اُن پر ہنسی اور ٹھٹھا کیا جاتا ہے جیسا کہ آجکل کے نیچری صاحبان یا برہمو صاحبان میں سے اکثر لوگ ایسا ہی خیال کرتے ہیں۔ غرض ایسے وقت میں اور ایسے زمانہ میں جبکہ خداشناسی کی روشنی کم ہوتے ہوتے آخر ہزارہا نفسانی ظلمتوں کے پردہ میں چھپ جاتی ہے بلکہ اکثر لوگ

ص۳ دہریہ کے رنگ میں ہو جاتے ہیں اور زمین گناہ اور غفلت اور بے باکی سے بھر جاتی ہے. خدا تعالےٰ کی غیرت اور جلال اور عزّت تقاضا فرماتی ہے کہ دوبارہ اپنے تئیں لوگوں پر ظاہر فرماوے سو جیسا کہ اس کی قدیم سے سنّت ہے ہمارے اس زمانہ میں جو ایسے ہی حالات اور علامات اپنے اندر جمع رکھتا ہے خدا تعالےٰ نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر اس تجدید ایمان اور معرفت کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور اس کی تائید اور فضل سے میرے ہاتھ پر آسمانی نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اس کے ارادہ اور مصلحت کے موافق دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں۔ اور حقائق اور معارف قرآنی بیان فرمائے جاتے اور شریعت کے معضلات و مشکلات حل کئے جاتے ہیں اور مجھے اس خدائے کریم و عزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے۔ اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالیگا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کرلے جس کا اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔ اُس نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر تکمیل نور کے لئے مامور فرمایا اور اس نے میری تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف کیا اور زمین پر بہت سے کھلے کھلے نشان دکھلائے جو حق کے طالب کے لئے کافی تھے اور اس طرح اُس نے اپنی حجّت پوری کردی کوئی شخص واقعی طور پر میرے پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا اور نہ میرے نشانوں پر کوئی جرح کر سکتا ہے ۔کیونکہ وہ مجھ پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہیں کر سکتا اور نہ میرے بعض آسمانی نشانوں پر کوئی ایسی حرف گیری کر سکتا ہے جو وہی حرف گیری انبیاء گذشتہ پر اور اُن کے بعض نشانوں پر دشمنوں نے نہیں کی۔ جن کی حقیقت کو اُن نادان متعصبوں نے نہیں سمجھا۔ بھلا اگر میرے مخالفوں میں ایک ذرہ بھی سچائی ہے تو وہ آرام سے ایک مختصر مجلس چند شریف ص۴ اور معزز انسانوں کی مقرر کرکے چند وہ باتیں میرے آگے پیش کریں جو اُن کے نزدیک

وہ غیب میں داخل ہیں یا چند ایسی پیشگوئیاں پیش کریں جو ان کے نزدیک وہ پوری نہیں ہوئیں۔ مگر وہ امور ایسے ہوں جو انبیاء کے سوانح یا اُنکی پیشگوئیوں میں اُن کی نظیر مل نہ سکے۔ مگر یاد رہے کہ اگر وہ ایسی مہذب اور دانشمند مجلس میں یہ تصفیہ کرنا چاہیں تو ضرور ثابت ہوجائیگا کہ وہ صرف بہتان اور افتراء کرنے والے ہیں۔ غائبانہ ذکر تو صرف غیبت کہلاتا ہے۔ اِس سے زیادہ نہیں اور اُس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں شخص غیبت کنندہ کو بوجہ اکیلا ہونے کے ہر ایک کذب اور افتراء کی بہت گنجائش ہوتی ہے پس بلاشبہ ایسی غیبت جس مجلس میں سُنی جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صلحاء کی مجلس نہیں ہے۔ اگر انسان اپنے دل میں سچائی کی طلب رکھتا ہے تو جو بات اس کو سمجھ نہ آوے اس کو پُوچھ لینا چاہیئے۔ اگر میرے پر یہ الزام لگایا جائے کہ کوئی پیشگوئی میری پوری نہیں ہوئی یا پورا ہونے کی اُمید جاتی رہی تو اگر مَیں نے بحوالہ انبیاء علیہم السلام کی پیشگوئیوں کے یہ ثابت نہ کر دیا کہ درحقیقت وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہوگئی ہیں یا بعض انتظار کے لائق ہیں اور وہ اُسی رنگ کی ہیں جیسا کہ نبیوں کی پیشگوئیاں تھیں۔ تو بلاشبہ میں ہر ایک مجلس میں جھوٹا ٹھیرونگا۔ لیکن اگر میری باتیں نبیوں کی باتوں سے مشابہ ہیں تو جو مجھے جھوٹا کہتا ہے اُس کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں ہے۔ بعض بے خبر ایک یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اطلاق کرتے ہیں اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ اور دوسروں کا صلوٰۃ یا سلام کہنا تو ایک طرف خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کو پاوے۔ میرا سلام اُس کو کہے۔ اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوٰۃ اور سلام کا لفظ لکھا ہُوا موجود ہے۔ پھر جبکہ میری نسبت نبی علیہ السلام نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہوگیا۔ خود عام طور پر تمام مومنوں کی نسبت قرآن شریف میں

صلى

صلوٰۃ اور سلام دونوں لفظ آئے ہیں۔ اور مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس المخالفین نے جب براہین احمدیہ کا ریویو لکھا اس کو پوچھنا چاہیئے کہ کتاب مذکور کے صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام اُس نے درج پایا یا نہیں۔ اصحاب الصُفّہ ط وما ادراك ما اصحاب الصُفّہ ترٰی اعینهم تفیض من الدمع۔ یصلّون علیك۔ ربّنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان وداعیا الی اللّٰہ وسراجًا منیرا۔ ترجمہ یہ ہے کہ یاد کر صفہ میں رہنے والے اور تو کیا جانتا ہے کہ کس مرتبہ کے آدمی اور کس کامل درجہ کی ارادت رکھنے والے ہیں صفہ کے رہنے والے۔ تو دیکھیگا کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونگے۔ اور تیرے پر درود بھیجیں گے+ اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کو سُنا یعنی ہم اس پر ایمان لائے اور اس کی بات سُنی۔ اس کی یہ آواز ہے کہ اپنے ایمانوں کو خدا پر قوی کرو۔ وہ خدا کی طرف بُلانے والا اور چمکتا ہُوا چراغ ہے۔ اب دیکھو کہ اس الہام میں نیک بندوں کی یہ علامت رکھی ہے کہ میرے پر درود بھیجیں گے۔ اور مولوی محمد حسین سے پُوچھو کہ اگر یہ اعتراض کی جگہ تھی تو کیوں اُس نے ریویو کے لکھنے کے وقت اعتراض نہ کیا۔ بلکہ اس الہام میں تو اس اعتراض سے سخت تر ایک اور اعتراض ہو سکتا تھا اور وہ یہ کہ داعی الی اللّٰہ اور سراج منیر یہ دو نام

مــ۵ـ

+ انسانی عادت اور اسلامی فطرت میں داخل ہے کہ مومن کسی ذوق کے وقت اور کسی مشاہدہ کرشمہ قدرت کے وقت درود بھیجتا ہے۔ سو اس یصلّون علیك کے فقرہ میں اشارہ ہے کہ وہ لوگ جو ہر دم پاس رہیں گے وہ کئی قسم کے نشان دیکھتے رہیں گے۔ پس ان نشانوں کی تاثیر سے بسا اوقات اُن کے آنسو جاری ہو جائیں گے۔ اور شدّتِ ذوق اور رقت سے بے اختیار درود اُن کے مونہہ سے نکلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آ رہا ہے۔ اور یہ پیشگوئی بار بار ظہور میں آ رہی ہے بشرط صحبت ہر ایک سعادت مند اس کیفیت کو حاصل کر سکتا ہے۔ منہ

اور وہ خطاب خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دیئے گئے ہیں۔ پھر وہی وہ خطاب الہام میں مجھے دیئے گئے۔ کیا یہ اعتراض درود بھیجنے سے کچھ کم تھا پھر اس سے بھی بڑھ کر براہین احمدیہ کے دوسرے الہامات پر اعتراض ہو سکتے تھے جنکا مولوی محمد حسین بٹالوی نے ریویو لکھا ✤۔ اور جا بجا قبول کیا کہ یہ الہامات خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ بلکہ اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی نے چند گواہوں کے روبرو براہین احمدیہ کی نسبت جس میں یہ الہامات تھے حد سے زیادہ تعریف کی اور فرمایا کہ جب سے اسلام میں سلسلہ تالیف و تصنیف شروع ہوا ہے براہین کی مانند افاضہ اور فضل اور خوبی میں کوئی ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ اور اُن کی غرض اس قدر تعریف سے براہین احمدیہ کے الہامات اور اس کی پیشگوئیاں تھیں جن سے اسلام کے مخالفوں پر حجت پوری ہوتی تھی۔ ایسا ہی پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء نے بجز معدودے چند ان الہامات کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سمجھ لیا تھا جو حقیقت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ حالانکہ اُن میں اس عاجز کا اعتقاد اکرام کیا گیا ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور بطور نمونہ اُن میں سے یہ ہیں:۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ الرحمٰن علّم القرآن لتنذر قوما ما انذر آباءھم

✤ براہین احمدیہ کی تالیف کو بیس برس گذر گئے ہیں۔ اس کتاب میں وہ پیشگوئیاں ہیں جو سال ہا سال کے بعد اب پوری ہو رہی ہیں۔ جیسا کہ یہ پیشگوئی کہ ہم تمام دنیا میں تجھے شہرت دیں گے اور تیرا نام تمام دیار میں بلند کیا جائیگا اور کوئی نہیں ہوگا جو تیرے نام سے بے خبر رہے۔ یہ اُس وقت کی پیشگوئی ہے جبکہ اس قصبہ میں بھی سب لوگ مجھے نہیں جانتے تھے۔ اور پھر دوسری پیشگوئی اسی کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ لوگ دُور دراز ملکوں سے تحف تحائف تجھے بھیجیں گے اور دُور دُور سے چلکر آئیں گے یہ بھی اس زمانہ کی پیشگوئی ہے جبکہ دس کوس سے بھی میرے پاس کوئی نہیں آتا تھا اور نہ کوئی ایک پیسہ بطور تحفہ بھیجتا تھا۔ اب اس طرح پر یہ پیشگوئیاں پوری ہوئیں کہ ہزارہا کوس سے لوگ آتے ہیں اور ہزارہا روپیہ سے مدد کرتے ہیں اور ایک دنیا میں خدا نے شہرت دیدی اور کوئی قوم بے خبر نہیں رہی۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ منہ

ولتستبین سبیل المجرمین ۔ قل انی امرت و انا اول المومنین ۔ ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کله ۔ وکنتم علی شفا حفرۃ فانقذکم منھا ۔ وکان امر اللّٰہ مفعولا ۔ لا مبدّل لکلمٰت اللّٰہ ۔ انا کفینٰک المستھزئین ھٰذا من رحمت ربک یتم نعمته علیک لتکون اٰیة للمومنین ۔ قل ان کنتم تحبّون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مومنون ۔ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون ۔ وقل اعملوا علی مکانتکم انی عامل فسوف تعلمون ۔ عسیٰ ربکم ان یرحمکم و ان عدتم عدنا وجعلنا جھنّم للکافرین حصیرا ۔ یخوفونک من دونه ۔ انک باعیننا سمیتک المتوکل ۔ یحمدک اللّٰہ من عرشه ۔ نحمدک ونصلّی ۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون سنلقی فی قلوبھم الرعب ۔ اذا جاء نصر اللّٰہ و الفتح و انتھی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق ۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق ۔ قل اللّٰہ ثمّ ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔ قل ان افتریته فعلی اجرامی ۔ ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا ۔ واما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک انی معک فکن معی اینما کنت ۔ کن مع اللّٰہ حیثما کنت ۔ اینما تولوا فثم وجه اللّٰہ ۔ کنتم خیر اُمّة اخرجت للناس و افتخارًا للمومنین ولا تیئس من روح اللّٰہ الا ان روح اللّٰہ قریب الا انّ نصر اللّٰہ قریب یاتیک من کل فج عمیق ۔ یاتون من کل فج عمیق ۔ ینصرک اللّٰہ من عندہ ۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء ۔ انی منجیک من الغم وکان ربّک قدیرًا ۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا فتح الولی فتح وقربناہ نجیّا ۔ اشجع الناس ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لناله ۔ انار اللّٰہ برھانه ۔

ملک

یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک ۔ انک باعیننا ۔ یرفع اللّٰہ ذکرک ویتم نعمتہ علیک فی الدنیا والاخرۃ ۔ یا احمدی انت مرادی و معی غرست کرامتک بیدی ۔ و نظرنا الیک وقلنا یا نار کونی بردا وسلامًا علیٰ ابراھیم ۔ یا احمد یتم اسمک ولا یتم اسمی ۔ بورکت یا احمد وکان ما بارک اللّٰہ فیک حقا فیک ۔ شانک عجیب واجرک قریب ۔ انی جاعلک للناس اماماً ۔ أکان للناس عجبا قل ھو اللّٰہ عجیب ۔ یجتبی من یشاء من عبادہ ۔ ولا یُسئل عما یفعل وھم یسئلون ۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتک لنفسی الارض والسماء معک کما ھو معی ۔ و سرّک سری ۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی ۔ فحان ان تعان و تعرف بین النّاس ۔ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا ۔ وکاد ان یعرف بین الناس ۔ وقالوا انّی لک ھٰذا ۔ وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق اذا نصر اللّٰہ المومن جعل لہ الحاسدین فی الارض ۔ قل ھو اللّٰہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون ۔ سبحان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ زاد مجدک ۔ ینقطع آباءک ویبدء منک ۔ وما کان اللّٰہ لیترکک حتّی یمیز الخبیث من الطیب ۔ اردت ان استخلف فخلقت اٰدم ۔ یا آدم اسکن انت وزوجک الجنۃ ۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنّۃ ۔ یا مریم اسکن انت وزوجک الجنّۃ ۔ تموت وانا راض منک ۔ فادخلوا الجنّۃ انشاء اللّٰہ اٰمنین ۔ سلام علیکم طبتم فادخلوھا اٰمنین ۔ **خدا تیرے سب کام درست کردیگا** اور **تیری ساری مرادیں تجھے دیگا** ۔ سلام علیک جعلت مبارکا ۔ وانی فضلتک علی العالمین وقالوا ان ھو الّا افک افتری وما سمعنا بھٰذا فی آبائنا الاولین وکان ربک قدیرًا ۔ یجتبی الیہ من یشاء ۔ ولقد کرّمنا بنی اٰدم و

مک

فضلنا بعضھم علی بعض ۔ قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین
ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللہ
سعیہ ۔ کتاب الولی ذوالفقار علی ۔ ولو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ ۔
یکاد زیتہ یضئ ولو لم تمسسہ نار ۔ دنٰی فتدلی فکان قوسین[له] ادنٰی ۔
انا انزلناہ قریبا من القادیان ۔ و بالحق انزلناہ و بالحق نزل ۔ صدق اللہ
و رسولہ وکان امر اللہ مفعولا ۔ قول الحق الذی فیہ تمترون ۔ وقالوا
لولا نزّل علیٰ رجل من قریتین عظیم ۔ وقالوا ان ھٰذا لمکر مکر تموہ
فی المدینۃ ۔ ینظرون الیک وھم لا یبصرون ۔ الرحمٰن ۔ علم القرآن ۔
ولا یمسہٗ الا المطھّرون ۔ یا عبد القادر انی معک وانّک الیوم لدینا
مکین امین وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین ۔ وانک من المنصورین ۔
وجیھاً فی الدنیا والاٰخرۃ ومن المقربین ۔ انا بُدّک اللازم انا مُحْیِیک نفخت
فیک من لدنّی روح الصدق ۔ والقیت علیک محبّۃ منی ولتصنع علی
عینی ۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک ۔ خلق اٰدم فاکرمہ ۔ جری اللہ فی حلل
الانبیاء ۔ ومن رُدّ من مطبعہ فلا مَردّ لہ ۔ واذ یمکر بک الذی کفر
اوقد لی یاھامان لعلّی اطلع علی الہ موسٰی وانّی لاظنہ من الکاذبین
تبت یدا ابی لھب وتب ما کان لہ ان یدخل فیھا الا خائفا ۔ وما
اصابک فمن اللہ ۔ الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم ۔ واللہ موھن
کید الکافرین ۔ الا انھا فتنۃ من اللہ لیحب حبا جما ۔ حبا من اللہ العزیز
الاکرم ۔ عطاءً غیر مجذوذ ۔ کنت کنزاً مخفیا فاحببتُ ان اعرف ۔ ان
السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقناھما ۔ وان یتخذونک الا ھزوا اھٰذا
الذی بعث اللہ ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الٰھکم الٰہٌ واحد

[له] براہین احمدیہ ص۹۳ پر یہ الہام اس طرح درج ہے ۔ فکان قاب قوسین او ادنٰی (مصحح)

والخیر کلہ فی القرآن ۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد ۔ پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار ۔ یا عیسٰی انی متوفیک و رافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ثلۃ من الاولین و ثلۃ من الاخرین ۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا ۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ اللّٰہ حافظہ عنایۃ اللّٰہ حافظہ ۔ نحن نزلناہ وانا لہ لحافظون ۔ اللّٰہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین ۔ یخوفونک من دونہ ۔ ائمۃ الکفر ۔ لاتخف انک انت الاعلٰی ۔ ینصرک اللّٰہ فی مواطن ۔ ان یومی لفصل عظیم ۔ کتب اللّٰہ لاغلبن انا ورسلی ۔ لامبدل لکلماتہ ۔ انت معی وانا معک ۔ خلقتُ لک لیلا ونھارا ۔ اعمل ما شئت فانی قد غفرت لک ۔ انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق ۔ ام حسبتم ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من اٰیاتنا عجبا ۔ قل ھو اللّٰہ عجیب + ۔ کل یوم ھو فی شان ۔ ھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔ وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم ۔ الیہ یصعد الکلم الطیب سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم تفردنا بذالک فاتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی ۔
ترجمہ :۔ اے احمد! خدا نے تجھ میں برکت ڈالی ۔ اُس نے تجھے قرآن سکھایا تا تو اُن

منہ

+ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خیالی مسیح جو بگمان مخالفین آسمان پر ہے ۔ اور خیالی مہدی جو بگمان بعض مخالفین کسی غار میں ہے کیا یہ دونوں ہمارے اُن نشانوں سے جو علم صحیح اور سچے فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں عجیب تر ہیں ۔ بے شک علمی سلسلہ زیادہ عجیب ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے ساتھ حکمت رکھتا ہے جس میں خیر کثیر ہے ۔ منہ

لوگوں کو ڈرا دے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے اور تا کہ مجرموں کی راہ کھل جائے یعنی معلوم ہو جائے کہ کون کون مجرم ہے۔ کہدے کہ میرے پر خدا کا حکم نازل ہوا ہے اور میں تمام مومنوں سے پہلا ہوں۔ وہ خدا جس نے اپنے فرستادہ کو بھیجا اُس نے دو امر کے ساتھ اُسے بھیجا ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کو نعمت ہدایت سے مشرف فرمایا ہے یعنی اپنی راہ کی شناخت کے لئے رُوحانی آنکھیں اس کو عطا کی ہیں اور علم لدنّی سے ممتاز فرمایا ہے اور کشف اور الہام سے اس کے دل کو روشن کیا ہے۔ اور اس طرح پر الٰہی معرفت اور محبت اور عبادت کا جو اس پر حق تھا اس حق کی بجا آوری کے لئے آپ اس کی تائید کی ہے اور اس لئے اس کا نام مہدی رکھا۔ دوسرا امر جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے وہ دین الحق کے ساتھ روحانی بیماروں کو اچھا کرنا ہے۔ یعنی شریعت کے صدہا مشکلات اور معضلات حل کر کے دلوں سے شبہات کو دُور کرنا ہے۔ پس اس لحاظ سے اس کا نام عیسٰی رکھا ہے یعنی بیماروں کو چنگا کرنے والا۔ غرض اس آیت شریف میں جو دو فقرے موجود ہیں ایک بالھدٰی اور دوسرے دین الحق ان میں سے پہلا فقرہ ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ مہدی ہے اور خدا کے ہاتھ سے صاف ہوا ہے اور صرف خدا اس کا معلم ہے اور دوسرا فقرہ یعنی دین الحق ظاہر کر رہا ہے کہ وہ فرستادہ عیسٰی ہے اور بیماروں کو صاف کرنے کے لئے اور ان کو ان کی بیماریوں پر متنبہ کرنے کے لئے علم دیا گیا ہے اور دین الحق عطا کیا گیا ہے تا وہ ہر ایک مذہب کے بیمار کو قائل کر سکے اور پھر اچھا کر سکے اور اسلامی شفاخانہ کی طرف رغبت دے سکے کیونکہ جب کہ اس کو یہ خدمت سپرد ہے کہ وہ اسلام کی خوبی اور فوقیت ہر ایک پہلو سے تمام مذاہب پر ثابت کر دے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ علم محاسن و عیوب مذاہب اس کو دیا جائے اور اقامت حجج اور افحام خصم میں ایک ملکہ خارق عادت اس کو عطا ہو۔ اور ہر ایک پابند مذہب کو اس کے قبائح پہ متنبہ کر سکے اور ہر ایک پہلو سے اسلام کی خوبی ثابت کر سکے اور ہر ایک طور سے روحانی بیماروں کا

صفحہ ۱۰۱

علاج کر سکے۔ غرض آنے والے مصلح کے لئے جو خاتم المصلحین ہے دوؔ جوہر عطا کئے گئے ہیں ایک علم الہدٰی جو مہدی کے اسم کی طرف اشارہ ہے جو مظہر صفت محمدیت ہے یعنی باوجود اُمیت کے علم دیا جانا۔ اور دوسرے تعلیم دین الحق جو انفاس شفا بخش مسیح کی طرف اشارہ ہے یعنی روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اور اتمام حجت کے لئے ہر ایک پہلو سے طاقت عطا ہونا۔ اور صفت علم الہدٰی اس فضل پر دلالت کرتی ہے جو بغیر انسانی واسطہ کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہو۔ اور صفت علم دین الحق افادہ اور تسکین قلوب اور روحانی علاج پر دلالت کرتی ہے۔ پھر اس کے بعد ترجمہ یہ ہے کہ ان دو صفتوں کے ساتھ اسکو اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دکھاوے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر ایک انسان مہدی کے خلعت فاخرہ سے ممتاز نہ ہو۔ یعنی خدا سے علم لدنّی کے ذریعہ حقیقی بصیرت نہ پاوے اور خدا اس کا معلّم نہ ہو تو محض معمولی طور پر دین کی واقفیت اور ادیان باطلہ پر اطلاع پانے سے حقیقی نیکی تک نہیں پہنچا سکتا کیونکہ جب تک انسان کو خدا اور روز جزا پر علم لانے کے ذریعہ سے پورا پورا ایمان اور یقین نہ ہو تب تک وہ کیونکر کسی کو حقیقی نیکی کی طرف کھینچ سکتا ہے کیونکہ اندھا

ص۱۱

+ کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔ ایک یہی کہ بیماروں کو اچھا کرنا۔ دوسرے سرعت سیر اور سیاحت۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلاف عادت اس عاجز کی مشرق یا مغرب میں جلد شہرت ہو جائیگی جیسے بجلی کی روشنی ایک طرف سے نمودار ہو کر دوسری طرف بھی فی الفور اپنی چمک ظاہر کر دیتی ہے۔ ایسا ہی انشاء اللہ ان دنوں ہو گا۔ اور ایک معنے مسیح کے صدیق کے بھی ہیں۔ اور یہ لفظ دجال کے مقابل پر ہے اور اس کے یہ معنے ہیں کہ دجّال کوشش کریگا کہ جھوٹ غالب ہو اور مسیح کوشش کرے گا کہ صدق غالب ہو۔ اور مسیح خلیفۃ اللہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ دجّال خلیفۃ الشیطان ہے۔ منہ

اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا۔ اور یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں لیکن ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں خاص طور پر اور اکمل اور اتم تھی۔ وجہ یہ کہ دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شاہزادگی کی حیثیت میں زیر نگرانی فرعون تعلیم پائی۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا۔ ایسا ہی اگر ایک انسان مہدی اور خدا سے تعلیم پانے والا ہو لیکن روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اس کو رُوح القدس عطا نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ لوگوں پر حجت پوری نہیں کر سکتا اور رُوح القدس کی تائید کا متقدم بالزمان نمونہ حضرت مسیح ہیں۔ سو اس زمانہ میں عقلی پہلو سے بھی رُوح القدس کی تائید کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک انسان طبعاً عقلی اور نقلی دلائل سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ اگر ان کے مخالف کوئی معجزہ بھی دکھایا جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا۔ اس لئے کامل مصلح کیلئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو۔ یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو اور پھر ہر ایک میدان میں رُوح القدس سے تائید پاتا ہو✠۔ اور مہدی آخر الزمان کیلئے جسکا دوسرا نام

✠ یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ سب نبی "تلامیذ الرحمٰن" ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی رُوح القدس سے تائید یافتہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے۔ گو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ اُن کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے لیکن رُوح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت

صـ۱۲

ص۱۲

مسیح موعود بھی ہے بوجہ ذوالبروزین ہونے کے ان دونوں صفتوں کا کامل طور پر پایا جانا از بس ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے۔ حالت فاسدہ زمانہ کی یہی چاہتی ہے کہ ایسے گندے زمانہ میں جو امام آخرالزمان آوے وہ خدا سے مہدی ہو اور دینی امور میں کسی اور کا شاگرد نہ ہو۔ اور نہ کسی کا مرید ہو۔ اور عام علوم و معارف خدا سے پانے والا ہو۔ نہ علم دین میں کسی کا شاگرد ہو اور نہ امور فقر میں کسی کا مرید۔ اور ایسا ہی رُوح پاک مقدس سے تائید یافتہ ہو اور ان امراض میں سے جو دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ہر ایک قسم کے روحانی مرض کے دُور کرنے پر قادر ہو۔ اور ظاہر ہے کہ بعض اشخاص عقلی ابتلاؤں کی وجہ سے مریض ہوتے ہیں اور بعض نقلی ابتلاؤں کی وجہ سے۔ اور عیسٰی ہونے کے لئے شرط ہے کہ رُوح القدس سے تائید پاکر ہر ایک بیمار کو اچھا کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اگر ایک شخص محض ایک عقلی غلطی سے شبہات میں مبتلا ہے اس کو تسلّی دینے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ معجزہ کے طور پر مثلاً ایک بیمار اس کے سامنے اچھا کر دیا جائے کیونکہ وہ ایسے معجزہ سے عقلی غلطی کے دھوکہ سے نجات نہیں پاسکتا جب تک کہ اسی راہ سے وہ غلطی نکالی نہ جائے جس راہ سے وہ غلطی پڑی ہے اسی واسطے

ص۱۳

مَیں بار بار کہتا ہوں کہ یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے۔ اور مہدی کو بھی۔ مہدی کو اس لئے کہ اس گندہ زمانے میں لاحقین کا ربط سابقین سے ٹوٹ گیا ہے اسلئے ضرور ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

مسیح کو یہ خصوصیت دی گئی ہے جیسا کہ یہ دونوں خصوصیتیں قرآن شریف سے ظاہر ہیں آنحضرت کا نام امّی مہدی رکھا اور عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى[۱] فرمایا۔ اور حضرت مسیح کو رُوح القدس سے تائید یافتہ قرار دیا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے بھی کہا ہے۔ ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد۔ اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ تھا کہ امام آخرالزمان میں یہ دونوں صفتیں اکٹھی ہو جائیںگی یہ اسطرف اشارہ ہے کہ وہ آدھا اسرائیلی ہوگا اور آدھا اسماعیلی۔ منہ

[۱] النجم : ۶

کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں۔ یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا اور تمام رُوحانی وجود اُسی سے حاصل کرنے والا۔ اور اُن علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم رُوحانی ہے۔ ایسا ہی چاہیئے کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالےٰ پر یقین دلانے والا ہو۔ اور ایمان جو آسمان پر اُٹھ گیا اس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو کیونکہ یہ بھی ضروری خاصہ صفت مہدویت ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے۔ حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی تھا۔ ایسا ہی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہزارہا رُوحانی بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پس ضرورت پڑی کہ اتمام حجت ہو کہ ہر ایک قسم کی روحانی بیماری دُور ہو اور مہدی اور مسیح میں کھلا کھلا فرق یہ ہے کہ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلّی بگڑ گئی ہو اور نوع انسان میں سے اُس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں لیکن مسیح کے صرف یہ معنے ہیں کہ رُوح القدس سے تائید یافتہ ہو اور وقتاً فوقتاً فرشتے اس کی مدد کرتے ہوں✝

✝ اسجگہ بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی کو بھی بذریعہ روح القدس ہی ہدایت ملتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں

صـــ۱۴

بقیہ ترجمہ یہ ہے :- اور تم ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے خُدا نے تمہیں اس سے نجات دی اور یہ ابتداء سے مقدر تھا - خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور وہ ہنسی کرنیوالوں کے لئے کافی ہوگا۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے - وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ انکو کہدے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے - اور ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں۔ اور ان کو کہدے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور مَیں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کے ساتھ ہے - خدا نے تجلی فرمائی ہے کہ تا تم پر رحم کرے - اور اگر تم نے مُنہ پھیر لیا تو وہ بھی مُنہ پھیرے گا اور سچائی کے مخالف ہمیشہ کے زندان میں رہینگے۔ تجھکو یہ لوگ ڈراتے ہیں - تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ہم نے تیرا نام متوکل رکھا - خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں - مگر خدا اُس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ

بقیہ حاشیہ

شاگرد یا مرید نہ ہو - اور خدا کی ایک خاص تجلّی تعلیم لدنّی کے نیچے دائمی طور پر نشوو نما پاتا ہو جو رُوح القدس کے ہر یک تمثّل سے بڑھ کر ہے - اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے۔ اور اسی کی طرف آیت عَلّمہٗ شدید القویٰ[1] میں اشارہ ہے اور اس فیض کے دائمی اور غیر منفک ہونے کی طرف آیت ماینطق عن الھویٰ ان ھو الاوحی یوحی[2] میں اشارہ ہے اور مسیح کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں جو دائمی طور پر وہ رُوح القدس اسکے شامل حال ہو۔ جو شدید القویٰ کے درجہ سے کمتر ہے کیونکہ روح القدس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اپنی منزل علیہ میں ہوکر انسانوں کو راستے کا ملزم بناتا ہے مگر شدید القویٰ راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے - منہ

[1] النجم : ۶ [2] النجم : ۴ ، ۵

منکر کراہت کریں۔ ہم عنقریب ان کے دلوں میں رعب ڈالیں گے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئیگی اور زمانہ ہماری طرف رجوع کرلے گا تو کہا جائیگا کہ کیا یہ سچ نہ تھا جیسا کہ تم نے سمجھا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ صرف بناوٹ ہے۔ انکو کہدے کہ خدا ہے جس نے یہ کاروبار بنایا پھر انکو چھوڑ دے تا اپنے بازیچہ میں لگے رہیں۔ انکو کہدے کہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو اس کا گناہ میرے پر ہوگا اور افترا کرنے والے سے بڑھکر کون ظالم ہے۔ اور ہم قادر ہیں کہ تیری موت سے پہلے کچھ ان کو اپنا کرشمہ قدرت دکھا دیں جس کا ہم وعدہ کرتے ہیں یا تجھکو وفات دیدیں۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں سو تو ہر ایک جگہ میرے ساتھ رہ۔ تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے نکالے گئے۔ اور تم مومنوں کا فخر ہو۔ اور خدا کی رحمت سے نومید مت ہو۔ اس کی رحمت تجھ سے قریب ہے۔ اس کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ اسکی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچیگی۔ دُور کی راہ سے مدد کرنے والے آئیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ وہ لوگ تیری مدد کرینگے جن کے دلوں میں مَیں الہام ڈالوں گا۔ مَیں غم سے تجھے نجات دونگا۔ مَیں خدا قادر ہوں۔ ہم تجھے ایک کھلی فتح دینگے۔ جو ولی کو فتح دی جاتی ہے وہ بڑی فتح ہوتی ہے۔ اور ہم نے اس کو خاص اپنا رازدار بنایا۔ سب انسانوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اور اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہیں سے وہ لے آتا۔ خدا اس کے برہان کو روشن کرے گا۔ اے احمد! رحمت تیرے لبوں پر جاری کی گئی۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ خدا تیرے ذکر کو اونچا کرے گا اور دنیا اور آخرت میں اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا۔ اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ مَیں نے تیرا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ اور ہم نے تیری طرف نظر کی اور کہا کہ اے آگ جو فتنہ کی آگ قوم کی طرف سے ہے اس ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا۔ یعنی آخر کار یہ تمام آتش فتنہ فرو ہو جائیگی (یہ پیشگوئی دونوں طرف سے

ص۱۵

ہے یعنی اس وقت یہ خبر دی جبکہ قوم میں کوئی فتنہ نہ تھا اور مولوی لوگ مصدق تھے اور پھر اس آخری وقت کی خبر دی کہ جبکہ اس فتنہ کے بعد قوم سمجھ جائیگی)۔ اور پھر فرمایا کہ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا اور میرا نام پورا نہیں ہوگا۔ اے احمد تو مبارک کیا گیا۔ اور جو تجھے برکت دی گئی وہ تیرا ہی حق تھا۔ تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ قریب ہے۔ مَیں تجھے لوگوں کے لئے امام معہود بناؤں گا۔ یعنی تجھے مسیح موعود اور مہدی معہود کرونگا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ انکو کہدے کہ خدا ذوالعجائب ہے۔ اسی طرح ہمیشہ کیا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اپنے برگزیدوں میں داخل کر دیتا ہے۔ اور وہ اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔ اور لوگ اپنے اعمال سے پوچھے جاتے ہیں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ مَیں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ایسے ہی ہیں جیسا کہ میرے ساتھ۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آگیا ہے کہ تجھکو لوگوں میں شہرت دی جائیگی۔ اب تو تیرے پر وہ وقت ہے کہ کوئی بھی تجھ کو نہیں پہچانتا اور نزدیک ہے کہ تو تمام لوگوں میں شہرت پا جائے گا۔ اور کہیں گے کہ یہ رتبہ تجھے کہاں سے ملا یہ تو جھوٹ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ اپنے کسی بندہ کی مدد کرتا ہے اور اس کو اپنے برگزیدوں میں داخل کر لیتا ہے تو زمین پر کوئی حاسد اس کیلئے مقرر کر دیتا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ پس انکو کہدے کہ مَیں تو کچھ چیز نہیں مگر خدا نے ایسا ہی کیا۔ پھر انکو چھوڑ دے کہ تا بیہودہ فکروں میں پڑے رہیں۔ وہ خدا بہت پاک اور بہت مبارک اور بہت اونچا ہے جس نے تیری بزرگی کو زیادہ کیا۔ وہ وقت آتا ہے کہ تیرے باپ دادے کا ذکر کوئی بھی نہیں کرے گا*۔ اور ابتدا سلسلہ خاندان کا

۱۶۹

* یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس خاکسار کے باپ دادے رئیس ابن رئیس اور

تجھ سے شروع ہوگا۔ (اور یہی انبیاء اور مامورین عظام میں خدا تعالیٰ کی عادت ہے)
اور خدا ایسا نہیں ہے جو تجھے چھوڑ دے جب تک پاک اور پلید میں فرق کر کے
نہ دکھلاوے۔ مَیں نے ارادہ کیا کہ ایک خلیفہ پیدا کروں سو مَیں نے آدم کو بنایا
اے آدم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔
اے احمد تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔
اے مریم تو اور تیرے دوست اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔
تو اس حالت میں مرے گا کہ میں تجھ سے راضی ہوں گا۔ اور خدا
کے فضل سے تُو بہشت میں داخل ہوگا۔ سلامتی کے ساتھ پاکیزگی
کے ساتھ امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔ خدا تیرے سب
کام درست کر دے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ تیرے پر سلام
تو مبارک کیا گیا۔ اور جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر مَیں نے
تجھے فضیلت دی۔ کہیں گے کہ یہ تو افترا ہے۔ ہم نے اپنے باپ دادوں
سے ایسا نہیں سُنا۔ اور تیرا خدا قادر ہے جس کو چاہتا ہے اپنی طرف
کھینچ لیتا ہے۔ اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور بعض کو بعض پر فضیلت
بخشی۔ ان کو کہہ دے کہ خدا کی طرف سے نور تمہارے پاس آیا ہے۔ پس
اگر تم مومن ہو تو انکار مت کرو۔ جو لوگ کافر ہو گئے اور خدا کی راہ کے مزاحم

والیان ملک تھے اور وہ اس ملک میں بھی اس قدر دیہات کے مالک اور خود سر والی رہ چکے
ہیں جو طول میں پچاس کوس سے زیادہ تھے۔ پس ان الہامات میں اس بات کی طرف اشارہ
ہے کہ اب ایک نئی شہرت کا سلسلہ پیدا ہوگا جو آبائی مرتبہ اور بزرگی پر غالب
آجائیگا۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی بھی ذکر نہیں کرے گا۔ منہ

ہوئے اُن پر ایک مرد نے جو فارس کی نسل میں سے تھا+ ردّ کیا ۔ کتاب ولی کی علی کی ذوالفقار ہے ۔ اور اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو وہاں سے اُس کو لے آتا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود بخود بھڑک اُٹھے اگرچہ آگ اس کو نہ چھوئے۔ وہ خدا سے نزدیک ہوا اور آگے سے آگے بڑھا یہانتک کہ دو قوسوں کے درمیان کھڑا ہوگیا۔

صفحہ ۱۸

قوس اللہ

مقام محمدی جس کی ظلیت میں مسیح موعود ہے

قوس المخلوق

ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا اور حق کے ساتھ اتارا اور حق کے ساتھ اُترا اور اس میں وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو قرآن اور حدیث میں تھی یعنی وہی مسیح موعود ہے جس کا ذکر قرآن شریف اور حدیثوں میں تھا۔ سچی بات یہی ہے جس میں تم لوگ شک کرتے ہو۔ اور بعض کہیں گے کہ اس عہدہ اور منصب کے لائق فلاں فلاں تھا جو فلاں جگہ رہتا ہے اور کہیں گے کہ یہ تو مکر ہے جو تم نے شہر میں مل جل کر بنا لیا۔ یہ لوگ تیری طرف دیکھتے ہیں اور تُو انہیں نظر نہیں آتا۔ دیکھو یہ کیسا نشان ہے کہ خدا نے اسے سکھلایا اور بغیر اُن کے جو پاک کئے جاتے ہیں کسی کو علم قرآن

+ یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کی کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔ اسی کا علم صحیح اور یقینی ہے اور دوسروں کا شکّی اور ظنّی ۔ منہ

نہیں دیا جاتا۔ اے قادر کے بندے مَیں تیرے ساتھ ہوں اور آج تو میرے پاس امین ہے اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو منصور اور مظفر ہے۔ دنیا اور آخرت میں وجیہ اور خدا کا مقرب۔ مَیں تیرا ضروری چارہ ہوں اور مَیں نے تجھے زندہ کیا۔ مَیں نے اپنے پاس سے سچائی کی رُوح تجھ میں پھونکی اور اپنی محبت تیرے پر ڈال دی۔ اور تُو نے میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائی۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ اس نے اس آدم کو یعنی تجھ کو پیدا کیا اور اس کو عزت دی۔ یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حُلّوں میں[+]۔ جو شخص اس کے مطبع سے ردّ کیا گیا اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اور یاد کر وہ آنے والا زمانہ جبکہ ایک شخص تیرے پر تکفیر کا فتویٰ لگائے گا اور اپنے کسی ایسے شخص کو جس کے فتوے کا دنیا پر عام اثر ہوتا ہو کہیگا کہ اے ہامان میرے لئے اس فتنہ کی آگ بھڑکا تا مَیں اس شخص کے خدا پر اطلاع پاؤں اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ ہلاک ہوگئے دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا (یعنی جس نے یہ فتویٰ لکھا یا لکھوایا)

۱۹

[+] یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کیلئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے اسکو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اسجگہ محض لغوی معنے مراد ہیں۔ ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان الہامات کو براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا۔ آجتک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور عبدالعزیز کے۔ منہ

اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس معاملہ میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے۔ یہ پیشگوئی کے طور پر کئی سال پہلے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ میری نسبت کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور پھر فرمایا کہ اس فتویٰ تکفیر سے جو کچھ تکلیف تجھے پہنچیگی وہ تو خدا کی طرف سے ہے۔ یہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر جیسا کہ اولوالعزم نبیوں نے صبر کیا۔ اور آخر خدا منکرین کے مکر کو سُست کر دے گا۔ سمجھ اور یاد رکھ کہ یہ فتنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت سا پیار کرے۔ یہ اس خدا کا پیار ہے جو غالب اور بزرگ ہے۔ اور اس مصیبت کے صلہ میں ایک ایسی بخشش ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ زمین اور آسمان دونوں ایک سربستہ گٹھڑی کی طرح ہوگئے تھے جن کے جواہر اور اسرار پوشیدہ تھے پس ہم نے ان دونوں کو کھول دیا۔ یعنی اس زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگئی جو ارضی خواص اور طبائع کو ظاہر کر رہے ہیں اور ان کے مقابل پر ایک دوسری قوم پیدا کی گئی۔ جن پر آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ اور تجھے منکروں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے اور کہتے ہیں کیا یہی ہے جس کو خدا نے مبعوث فرمایا۔ کہہ میں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے فقط ایک بشر ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔ اور تمام بہتری قرآن میں ہے۔ مٹک کر چل کہ تیرا وقت پہنچ گیا۔ اور محمدیوں کا پَیر ایک بلند اور محکم مینار پر پڑ گیا۔ وہی پاک محمد جو نبیوں کا سردار ہے۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤنگا (یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مخالف کوشش کریں گے کہ کسی طرح کوئی ایسے امور پیدا ہو جائیں کہ لوگ خیال کریں کہ یہ شخص ایماندار اور راستباز نہیں تھا۔ سو وعدہ دیا کہ میں علاماتِ بیّنہ سے ظاہر کر دونگا کہ وہ میرا مقرب ہے اور میری طرف اس کا رفع ہوا ہے اور بداندیش نامراد رہیں گے) اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کو تیرے مخالفوں پر قیامت تک غلبہ دونگا۔ ایک گروہ پہلوں میں سے

ص۲۰

ہوگا جو اوائل حال میں قبول کرلیں گے اور ایک گروہ پچھلوں میں سے ہوگا جو متواتر نشانوں کے بعد مانیں گے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خُدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ خدا اُس کا نگہبان ہے۔ خدا کی عنایت اس کی نگہبان ہے۔ ہم نے اس کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ خدا بہتر نگہبانی کرنے والا ہے اور وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔ کفر کے پیشوا تجھے ڈرائیں گے تو مت ڈر کہ تو غالب رہے گا۔ خدا ہر ایک میدان میں تیری مدد کرے گا۔ میرا دن ایک بڑے فیصلہ کا دن ہے۔ میری طرف سے یہ وعدہ ہوچکا ہے کہ مَیں اور میرے رسول فتحیاب رہیں گے۔ کوئی نہیں کہ میری باتوں میں کچھ تبدیلی کردے۔ تو میرے ساتھ اور مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرے لئے مَیں نے رات اور دن پیدا کیا۔ جو چاہے کر کہ تو مغفور ہے۔ تو مجھ سے وہ نسبت رکھتا ہے جس کی دنیا کو خبر نہیں۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ کوئی آسمان پر رہنے والا یا کسی غار میں چھپنے والا وہ عجیب تر انسان ہے۔ کہ خدا عجیب در عجیب باتیں ظاہر کرنے والا ہے ہر ایک دن نیا اعجوبہ ظاہر کرتا ہے۔ وہی خدا ہے جو نومیدی کے بعد بارش نازل کرتا ہے اور پاک کلمے اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ ابراہیم پر سلام (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے محبت کی اور غم سے نجات دی ہم نے ہی یہ کیا۔ پس تم ابراہیم کے قدم پر چلو۔

ص۲۱

اب دیکھو کہ یہ وہ الہامات براہین احمدیہ ہیں جن کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا تھا اور جن کو پنجاب اور ہندوستان کے تمام نامی علماء نے قبول کرلیا تھا۔ اور ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا حالانکہ ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خدا تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اور سلام ہے۔ اور یہ

الہامات اگر میری طرف سے اُس موقعہ پر ظاہر ہوتے جبکہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ لوگ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے۔ یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ انکو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعوئ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسٰی رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ غرض اعتراض کرنے والے اپنے اعتراضوں کے وقت میں یہ نہیں سوچتے کہ جس شخص نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے وہ تو وہ شخص ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز اور اکرام کے الہامات ہیں اور جس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ عزت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیسی خوش قسمت وہ اُمت ہے جس کے اول سر میں مَیں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہے اور حدیثوں سے صاف طور پر ثابت ہے کہ اگرچہ وہ ایک شخص امت میں سے ہے مگر انبیاء کی اس میں شان ہے۔ پھر ایسے شخص کے حق میں صلوٰۃ اور سلام کیوں غیر موزون اور غیر محل ہے۔ نہ معلوم کہ ان لوگوں کی عقلوں پر کیا پتھر پڑے کہ جس شخص کو تمام نبی ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک عزت دیتے آئے ہیں اس کو ایک ایسا ذلیل سمجھتے ہیں کہ صلوٰۃ اور سلام بھی اس پر کہنا حرام ہے۔ یہی وجہ تو ہے کہ ہم بار بار ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور سمجھو کہ جس شخص کو مسیح موعود کر کے بیان فرمایا گیا ہے وہ کچھ معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ خدا کی کتابوں میں اُس کی عزت انبیاء علیہم السلام کے ہم پہلو رکھی گئی ہے۔ تم اگر یہ مانو تو تم پر ہمارا

جبر نہیں۔ لیکن اگر کتابیں دیکھو گے تو یہی پاؤ گے۔ اور اگر یہ کہو کہ مسیح موعود تو وہ ہے جو آسمان سے اُترتا دیکھا جائے گا* تو یہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ اور اُس کی کتاب کی مخالفت ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب قرآن شریف سے یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تعجب کہ خدا تعالیٰ تو قرآن شریف کے کئی مقام میں حضرت عیسیٰ کی وفات ظاہر فرماتا ہے اور آپ لوگ اس کو آسمان سے اُتار رہے ہیں کیا اب قرآن شریف کے قصے بھی منسوخ ہو گئے؟ یہ وہی قرآن ہے جس کی ایک آیت سُنکر ایک لاکھ صحابہ نے سر جھکا دیا تھا اور بلا توقف مان لیا تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام نبی عیسیٰ وغیرہ فوت ہو چکے ہیں اور اب وہی قرآن ہے جو بار بار آپ لوگوں کے روبرو پیش کیا جاتا ہے اور آپ لوگوں کو کچھ بھی اسکی پروا نہیں۔ آپ لوگ میری بڑی بڑی کتابوں کو تو نہیں دیکھتے اور فرصت کہاں ہے لیکن اگر میرے رسالہ تحفہ گولڑویہ اور تحفہ غزنویہ کو ہی دیکھو جو پیر مہر علی شاہ اور غزنوی جماعت مولوی عبد الجبّار و عبد الواحد و عبد الحق وغیرہ کی ہدایت کے لئے لکھی گئی ہیں جن کو آپ لوگ صرف دو گھنٹہ کے اندر بہت غور اور تامّل سے پڑھ سکتے ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسیح کی نسبت قرآن کیا کہتا ہے۔ آپ یاد رکھیں کہ اس قدر حیاتِ مسیح پر جو آپ زور دیتے ہیں یہ برخلاف منشاء کلام الٰہی ہے۔ اے عزیزو! یاد رکھو کہ جو شخص آنا تھا آچکا اور صدی جس کے سر پر مسیح موعود آنا چاہیئے تھا اِس میں سے بھی سترہ برس گذر گئے اور اس صدی میں جس پر امت کے اولیاء کی نظریں لگی ہوئی تھیں اس میں بقول تمہارے ایک چھوٹا سا مجدد بھی پیدا نہ ہوا اور محض ایک دجّال پیدا ہوا۔ کیا اِن شوخیوں کا حضرت عزّت

۲۳

* آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں کسی نے نہ چڑھتا دیکھا اور نہ اُترتا تو پھر کیا ان لوگوں کا فرضی مسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل تھا؟ منہ

کی درگاہ میں جواب دینا نہیں پڑے گا؟ گو کیسے ہی دل سخت ہو گئے ہیں آخر اس قدر تو
خوف چاہیئے تھا کہ جو شخص صدی کے سر پر پیدا ہوا اور رمضان کے کسوف خسوف نے
اس کی گواہی دی اور اسلام کے موجودہ ضعف اور دشمنوں کے متواتر حملوں نے اُس کی
ضرورت ثابت کی اور اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگا دی کہ وہ
چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا ایسے شخص کی تکذیب
میں جلدی نہ کرتے۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور سب کچھ اسی جگہ چھوڑ جانا ہے۔ دیکھو
اگر مَیں خدا کی طرف سے ہوا اور تم نے میری تکذیب کی اور مجھے کافر قرار دیا اور دجّال
نام رکھا تو جناب الٰہی کو کیا جواب دو گے؟ کیا انہی کی مانند جواب ہیں جو یہودیوں
اور عیسائیوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنے کے وقت اپنی کتابوں میں
لکھے ہیں کہ توریت کے تمام نشان قرارداده پورے نہیں ہوئے اور کچھ رہ گئے ہیں۔ سو
مدت ہوئی کہ خدا تعالیٰ اُن کو جواب دے چکا کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ سب
کچھ صحیح نہیں ہے اور نہ وہ تمام معنے صحیح ہیں جو تم کر رہے ہو۔ جو شخص حَکَم کر کے بھیجا
گیا ہے اس کی بات کو سُنو۔ سو یہی جواب خدا تعالیٰ کی طرف سے اب ہے چاہو تو
قبول کرو۔ آہ آپ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے قصّے سے عبرت پکڑتے
ان لوگوں کی حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہی حجّت تھی
کہ ہم نہیں مانیں گے جب تک تمام علامتیں پوری نہ ہولیں اور بوجہ زمانہ دراز اور انواع
تغیرات کے یہ غیر ممکن تھا اس لئے وہ کفر پر مرے۔ سو تم اُسی طرح ٹھوکر مت کھاؤ۔
جو یہودی اور نصرانی کھا چکے۔ اگر تمہارا ذخیرہ سب کا سب صحیح ہوتا تو پھر حَکَم مجدد
کے آنے کی کیا ضرورت تھی؟ ہر ایک فرقہ کو یہی خیال ہے کہ جو کچھ میرے پاس ہے
یہی صحیح ہے۔ اب یہ تمام فرقے تو سچ پر نہیں۔ اس لئے سچ وہی ہے جو حَکَم کے مُنہ
سے نکلے۔ اگر ایمان ہو تو خدا کے مقرر کردہ حَکَم کے حکم سے بعض حدیثوں کا چھوڑنا یا

ص ۲۴

ان کی تاویل کرنا مشکل امر نہیں ہے۔ یہ تمہارے بزرگوں کی اپنے مُنہ کی تجویزیں ہیں کہ فلاں حدیث صحیح ہے اور فلاں حسن اور فلاں مشہور اور فلاں موضوع ہے۔ خدا تعالیٰ کا حکم نہیں اور کسی وحی کے ذریعہ سے یہ تقسیم نہیں ہوئی۔ پھر ایسی حدیث جو قرآن کے مخالف ہو۔ اور بعض دوسری حدیثوں کے بھی مخالف اور خدا کے حکم سے بھی مخالف ہو تو کیا وجہ کہ اس کو ردّ نہ کیا جائے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جب کوئی خدا کی طرف سے آوے تو اُس پر واجب ہے کہ امت موجودہ کے ہر ایک رطب و یابس کو مان لے۔ اگر یہی معیار ہے تو نہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اور نہ حضرت خاتم الانبیاء کی۔ مثلاً مسیح کیلئے یہودیوں کے ہاتھ میں ملاکی نبی کی کتاب کے حوالہ سے یہ نشان تھا کہ جب تک دوبارہ ایلیا نبی دنیا میں نہ آوے مسیح نہیں آئے گا۔ اور دوسرا یہ نشان کہ وہ ایک بادشاہ کی صورت میں ظاہر ہوگا اور غیر طاقتوں کی حکومت سے یہودیوں کو چھڑائے گا۔ مگر کیا حضرت مسیح بادشاہ ہو کر آئے؟ یا ان کے آنے سے پہلے ایلیاہ نبی آسمان سے نازل ہوا؟ بلکہ دونوں پیشگوئیاں غلط گئیں اور کوئی نشان حضرت مسیح پر صادق نہ آیا۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تاویلات سے کام لیا جن تاویلات کو یہودی اب تک قبول نہیں کرتے اور ان پر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں اور نعوذ باللہ اُن کو مفتری جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملاکی نبی کی کتاب میں تو صریح اور صاف لفظوں میں فرمایا گیا تھا کہ خود ایلیا نبی ہی دوبارہ آجائے گا یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ ان کا کوئی مثیل آئیگا۔ اور ظاہر عبارت پر نظر کر کے یہودی سچے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا ہی آنے والا مسیح ان کی کتابوں میں بادشاہ کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا اور ان معنوں میں بھی بظاہر حال یہودی حق بجانب معلوم ہوتے ہیں۔ اور باایں ہمہ اس بات میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح سچے نبی ہیں۔ کیونکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں مجاز اور استعارات بھی ہوتے ہیں۔ تبدیل و تحریف کا بھی امکان ہے۔ لہٰذا ہر ایک نبی یا محدث جو حَکَم ہو کر آتا ہے

ص۲۵

وہ قوم کی پیش کردہ باتوں میں سے کچھ تو منظور کرتا ہے اور کچھ ردّ کر دیتا ہے اور اس کی نسبت اُن لوگوں نے جو جو علامتیں مقرر کی ہوئی ہوتی ہیں کچھ تو اس پر صادق آجاتی ہیں اور کچھ صادق نہیں آتیں۔ کیونکہ اُن میں کچھ ملونی ہو جاتی ہے یا اُلٹے معنے کئے جاتے ہیں۔ پس جو شخص میری نسبت یہ ضد کرتا ہے کہ جب تک وہ تمام علامتیں جو سُنیوں اور شیعوں نے مسیح اور مہدی کی نسبت بنا رکھی ہیں پوری نہ ہو جائیں تب تک ہم نہیں مانیں گے تو وہ سخت ظلم کرتا ہے۔ ایسا شخص اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتا تو آپ کو کبھی نہ مانتا۔ اور اگر حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں ہوتا تو ان کو بھی قبول نہ کرتا۔ لہٰذا طالب حق کے لیے یہی طریق صاف اور بے خطر ہے کہ جس شخص کی تصدیق کے لئے آسمانی نشانیاں ظہور میں آگئی ہوں اس کی تکذیب سے ڈریں۔ کیونکہ حدیثوں کی تحریریں جن میں سے ہر یک فرقہ اپنے اپنے مذہب کی تائید میں ایک ذخیرہ اپنے پاس رکھتا ہے دراصل ظن سے کچھ زیادہ مرتبہ نہیں رکھتیں۔ اور ظن یقین کو رفع نہیں کر سکتا۔ مثلاً یہ تمام ظنی باتیں ہیں کہ مسیح موعود آسمان سے اُترے گا۔ بلکہ صرف شکی اور وہمی اور بے اصل ہیں۔ کیونکہ قرآن کے مخالف ہیں اور حدیث معراج بھی اس کی مکذب ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی تو آسمان پر گئے تھے۔ مگر کس نے چڑھتے یا اُترتے دیکھا ہے؟

القصہ اے بزرگانِ قوم! آپ لوگ جو مجھے دجال اور کافر کہتے اور مفتری سمجھتے ہیں آپ لوگ سوچ کر دیکھ لیں کہ اتنی زبان درازی اور دلیری کے لئے آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا سچ نہیں کہ قرآن شریف جو خدا کا کلام ہے اسکے نصوص صریحہ سے تو حضرت مسیح کی موت ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ وہ وفات پا چکا جیسا کہ آیت فلما توفیتنی اسپر

شاہد ہے۔ آپ لوگ خوب جانتے ہیں کہ توفّی کے معنے بجز قبض رُوح کے اور کچھ نہیں+۔ پھر یہ دوسری آیت کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل[1] یہ وہ آیت ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اِس استدلال کی غرض سے پڑھی تھی کہ گذشتہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور اس پر تمام صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات میں حضرت مسیح کو وفات شدہ انبیاء کی جماعت میں دیکھا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مسیح نے ایک سو بیس برس عمر پائی۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ اور قرآن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا تو اب بتلاؤ کہ ان تمام نصوص کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں کونسا شبہ باقی رہ گیا۔ رہا میرا دعویٰ سو وہ بھی بے سند نہیں بخاری اور مسلم میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود اسی اُمت میں سے ہو گا۔ اور خدا نے میرے لئے آسمان پر رمضان میں سورج اور چاند کا خسوف کسوف کیا اور ایسا ہی زمین پر بہت سے نشان ظہور میں آئے اور سنت اللہ کے موافق حجت پوری ہو گئی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر آپ لوگ اپنے دلوں کو صاف کر کے کوئی اور نشان خدا کا دیکھنا چاہیں۔ تو وہ خداوند قدیر بغیر اس کے کہ آپ لوگوں کے کسی اقتراح کا تابع ہو اپنی مرضی اور اختیار سے نشان دکھلانے پر

ص۲۷

+ جیسا کہ لغت میں توفّی کے معنے جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو بجز مارنے کے اور کچھ نہیں ایسا ہی قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک توفّی کا لفظ صرف مارنے اور قبض روح پر ہی استعمال ہوا ہے۔ بجز اس کے سارے قرآن میں اَور کوئی معنے نہیں۔ منہ

[1] اٰل عمران: ۱۴۵

قادر ہے ✝ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ لوگ سچے دل سے توبہ کی نیت کر کے مجھ سے مطالبہ کریں اور خدا کے سامنے یہ عہد کرلیں کہ اگر کوئی فوق العادت امر جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے ظہور میں آجائے تو ہم یہ تمام بُغض اور شحناء چھوڑ کر محض خدا کو راضی کرنے کے لئے سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے تو ضرور خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھائیگا۔ کیونکہ وہ رحیم اور کریم ہے لیکن میرے اختیار میں نہیں ہے کہ نشان دکھلانے کیلئے دو تین دن مقرر کر دوں یا آپ لوگوں کی مرضی پر چلوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ جو چاہے تاریخ مقرر کرے۔ اگر نیت میں طلب حق ہو تو یہ مقام کسی تکرار کا نہیں کیونکہ جب موجودہ زمانہ کو خدا تعالیٰ کوئی جدید نشان دکھلائے گا تو یہ تو نہیں ہوگا کہ وہ کوئی پچاس ساٹھ سال مقرر کر دے بلکہ کوئی معمولی مدت ہوگی جو عدالت کے مقدمات یا امور تجارت وغیرہ میں بھی اہل غرض اسکو اپنے لئے منظور کر لیتے ہیں۔ اس قسم کا تصفیہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب دلوں سے بکلّی فساد دور کئے جائیں اور درحقیقت آپ لوگوں کا ارادہ ہو جائے کہ خدا کی گواہی کے ساتھ فیصلہ کرلیں اور اس طریق میں یہ ضروری ہوگا کہ کم سے کم چالیس نامی مولوی جیسے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی

✝ ابھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کیلئے ایک بھاری نشان ظاہر ہوا ہے اور وہ یہ کہ تیرہ سو برس سے مکہ سے مدینہ میں جانے کیلئے اونٹوں کی سواری چلی آتی تھی اور ہر ایک سال کئی لاکھ اونٹ مکہ سے مدینہ کو اور مدینہ سے مکہ کو جاتا تھا اور ان اونٹوں کے متعلق قرآن اور حدیث میں بالاتفاق یہ پیشگوئی تھی کہ ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ یہ اونٹ بے کار کئے جائیں گے اور کوئی اُن پر سوار نہیں ہوگا۔ چنانچہ آیت واذا العشار عطلت[1] اور حدیث یترك القلاص فلا یسعیٰ علیھا اس کی گواہ ہے۔ پس یہ کس قدر بھاری پیشگوئی ہے جو مسیح کے زمانہ کیلئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے بطور علامت تھی جو ریل کی تیاری سے پوری ہوگئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ منہ

[1] التکویر: ۵

ثم امرتسری اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ایک تحریری اقرارنامہ بہ ثبت شہادت پچاس معزز مسلمانان کے اخبار کے ذریعہ سے شائع کر دیں کہ اگر ایسا نشان جو درحقیقت فوق العادت ہو ظاہر ہوگیا تو ہم حضرت ذوالجلال سے ڈر کر مخالفت چھوڑ دیں گے اور بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ طریق آپ کو منظور نہ ہو اور یہ خیالات دامنگیر ہو جائیں کہ ایسا اقرار بیعت شائع کرنے میں ہماری کسرِ شان ہے اور یا اس قدر انکسار ہر ایک سے غیر ممکن ہے تو ایک اور سہل طریق ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی سہل طریق نہیں۔ جس میں نہ آپ کی کوئی کسرِ شان ہے اور نہ کسی مباہلہ سے کسی خطرناک نتیجہ کا جان یا مال یا عزّت کے متعلق کچھ اندیشہ ہے اور وہ یہ کہ آپ لوگ محض خدا تعالےٰ سے خوف کرکے اور اس امت محمدیہ پر رحم فرما کر بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں ایک جلسہ کریں اور اس جلسہ میں جہاں تک ممکن ہو اور جسقدر ہو سکے معزز علماء اور دنیادار جمع ہوں اور مَیں بھی اپنی جماعت کے ساتھ حاضر ہو جاؤں۔ تب وہ سب یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ شخص مفتری ہے اور تیری طرف سے نہیں ہے اور نہ مسیح موعود ہے اور نہ مہدی ہے تو اس فتنہ کو مسلمانوں میں سے دُور کر اور اس کے شر سے اسلام اور اہل اسلام کو بچا لے جس طرح تُو نے مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کو دنیا سے اٹھا کر مسلمانوں کو اُن کے شر سے بچا لیا اور اگر یہ تیری طرف سے ہے اور ہماری ہی عقلوں اور فہموں کا قصور ہے تو اے قادر ہمیں سمجھ عطا فرما تا ہم ہلاک نہ ہو جائیں اور اس کی تائید میں کوئی ایسے امور اور نشان ظاہر فرما کہ ہماری طبیعتیں قبول کر جائیں کہ یہ تیری طرف سے ہے۔ اور جب یہ تمام دعا ہو چکے تو مَیں اور میری جماعت بلند آواز سے آمین کہیں۔ اور پھر بعد اسکے میں دُعا کرونگا۔ اور اس وقت میرے ہاتھ میں وہ تمام الہامات ہونگے جو ابھی لکھے گئے ہیں اور جو کسی قدر ذیل میں لکھے جائیں گے۔ غرض یہی رسالہ مطبوعہ جس میں تمام

۲۸

یہ الہامات ہیں ہاتھ میں ہو گا اور دُعا کا یہ مضمون ہو گا کہ یا الٰہی اگر یہ الہامات جو اس رسالہ میں درج ہیں جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ جن کے رُو سے میں اپنے تئیں مسیح موعود اور مہدی معہود سمجھتا ہوں اور حضرت مسیح کو فوت شدہ قرار دیتا ہوں تیرا کلام نہیں ہے اور مَیں تیرے نزدیک کاذب اور مفتری اور دجّال ہوں جس نے امت محمدیہ میں فتنہ ڈالا ہے اور تیرا غضب میرے پر ہے تو مَیں تیری جناب میں تضرع سے دُعا کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے ایک سال کے اندر زندوں میں سے میرا نام کاٹ ڈال اور میرا تمام کاروبار درہم برہم کر دے اور دنیا میں سے میرا نشان مٹا ڈال اور اگر مَیں تیری طرف سے ہوں اور یہ الہامات جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہیں تیری طرف سے ہیں اور مَیں تیرے فضل کا مورد ہوں تو اے قادر کریم اسی آئندہ سال میں میری جماعت کو ایک فوق العادت ترقی دے اور فوق العادت برکات شامل حال فرما اور میری عمر میں برکت بخش اور آسمانی تائیدات نازل کر اور جب یہ دعا ہو چکے تو تمام مخالف جو حاضر ہوں آمین کہیں*۔

اور مناسب ہے کہ اس دُعا کے لئے تمام صاحبان اپنے دلوں کو صاف کر کے آویں کوئی نفسانی جوش و غضب نہ ہو اور ہار وجیت کا معاملہ نہ سمجھیں اور نہ اس دُعا کو مباہلہ قرار دیں کیونکہ اس دُعا کا نفع نقصان کل میری ذات تک محدود ہے مخالفین پر اس کا کچھ اثر نہیں۔ اے بزرگو! ظاہر ہے کہ تفرقہ بہت بڑھ گیا ہے

* یاد رہے کہ یہ طریق دُعا مباہلہ میں داخل نہیں ہے کیونکہ مباہلہ کے معنے لُغت عرب کے رو سے اور نیز شرعی اصطلاح کے رُو سے یہ ہیں کہ دو فریق مخالف ایک دوسرے کے لئے عذاب اور خدا کی لعنت چاہیں۔ لیکن اس دُعا میں تمام اثر دعا صرف میری ہی جان تک محدود ہے دوسرے فریق کے لئے کوئی دُعا نہیں۔ منہ

اور اس تفرقہ اور آپ لوگوں کی تکذیب کی وجہ سے اسلام میں ضعف آرہا ہے اور جبکہ ہزارہا تک اس جماعت کی نوبت پہنچ گئی ہے اور ہر ایک میرے مرید کی تکفیر کی گئی ہے۔ تو اندازہ تفرقہ ظاہر ہے۔ ایسے وقت میں اسلامی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جیسے نماز استسقاء کے لئے تضرع اور انکسار سے جنگل میں جاتے ہیں ایسا ہی اس مجمع میں بھی متضرعانہ صورت بنائیں اور کوشش کریں کہ حضور دل سے دعائیں ہوں اور گریہ و بکا کے ساتھ ہوں۔ خدا مخلصین کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ پس اگر یہ کاروبار اس کی طرف سے نہیں ہیں۔ انسانی افترار اور بناوٹ ہے تو اُمت مرحومہ کی دُعا جلد عرش تک پہنچے گی۔ اور اگر میرا سلسلہ آسمانی ہے اور خدا کے ہاتھ سے برپا ہے تو میری دُعا سُنی جائیگی۔ پس اے بزرگو! برائے خدا اس بات کو تو قبول کرو۔ زیادہ مجمع کی ضرورت نہیں علماء میں سے چالیس آدمی جمع ہو جائیں اِس سے کم بھی نہیں چاہیئے کہ چالیس کے عدد کو قبولیت دعا کے لئے ایک بابرکت دخل ہے اور دنیاداروں میں سے جو چاہے شامل ہو جائے۔ اور دُعا تضرع سے اور رو رو کر کی جائے۔ اگرچہ ہر ایک صاحب کو کسی قدر سفر کی تکلیف تو ہوگی اور کچھ خرچ بھی ہوگا لیکن بڑی اُمید ہے کہ خدا فیصلہ کر دیگا۔ اے بزرگو! اور قوم کے مشائخ اور علماء! پھر میں آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اس درخواست کو ضرور قبول فرمائیں۔ ہاں یہ امر بھی ذکر کرنے کے لائق ہے کہ چونکہ برسات اور گرمی میں سفر کرنا تکلیف سے خالی نہیں اور موسمی بیماریاں بھی ہوتی ہیں اس لئے اس مجمع کے لئے ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء جو موسم اچھا ہوگا موزون ہے اس میں کچھ حرج نہیں کہ ہمارے مخالفوں کی طرف سے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی یا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یا مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اس انتظام کے لئے امیر طائفہ یا بطور سکرٹری بن جائیں اور باہم مشورہ کے بعد منظوری کا اشتہار دیدیں مگر برائے خدا اب کسی اور شرط سے اس اشتہار کو محفوظ رکھیں۔ مَیں نے محض خدا کیلئے

۳۲

یہ تجویز نکالی ہے اور میرا خدا شاہد حال ہے کہ مَیں نے صرف اظہار حق کے لئے یہ تجویز پیش کی ہے۔ اس میں کوئی جز مباہلہ کی نہیں جو کچھ ہے وہ میری جان اور عزت پر ہے۔ برائے خدا اس کو ضرور منظور فرمائیں۔ دیکھو میری مخالفت میں کس قدر علماء تکلیف میں ہیں۔ بسا اوقات میرے پر وہ نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں جن میں انبیاء بھی داخل ہوجاتے ہیں۔ نبیوں نے مزدوری بھی کی نوکریاں بھی کیں۔ کافروں کی چیزوں کو انہوں نے استعمال بھی کیا۔ اُن کے خچروں پر سوار بھی ہوئے جن کو وہ دجّال کہتے تھے۔ اُنکی پیشگوئیوں کے متعلق بھی بعض لوگوں کو ابتلا پیش آئے کہ اُن کے خیال کے موافق وہ پوری نہ ہوئیں۔ جیسے یہودی آج تک مسیح بادشاہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی اور جو ایلیا کے دوبارہ قبل از مسیح آنے کی پیشگوئی تھی ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم پر مخالفوں نے دروغگوئی کا اعتراض کیا ہے اور حضرت موسٰی پر فریب سے مصریوں کا زیور لینا اور جھوٹ بولنا اور عہد شکنی کرنا اور شیر خوار بچوں کو قتل کرنا اب تک آریہ وغیرہ اعتراض کرتے ہیں۔ اور حدیبیہ کی پیشگوئی جب بعض نادانوں کے خیال میں پوری نہ ہوئی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ کئی جاہل مرتد ہو گئے۔ اور خود نبی بعض وقت اپنی پیشگوئی کے معنے سمجھنے میں غلطی بھی کرسکتا ہے۔ چنانچہ حدیث ذھب وھلی اس کی شاہد ہے۔ اور یونس نبی کا وعدہ عذاب جس کی میعاد قطعی طور پر چالیس دن بتلائی گئی تھی ٹل جانا وعید کی پیشگوئیوں کی نسبت متقی کے لئے ایک صاف ہدایت دیتا ہے جیسا کہ مفصل درمنثور اور یونہ نبی کی کتاب میں ہے۔ پھر باوجود ان تمام نظیروں کے میرے پر اعتراض کرنا کیا یہ تقوٰی کا طریق ہے؟ خود سوچ لیں۔ اور اب ذیل میں بقیہ الہامات درج کرتا ہوں کیونکہ دُعا کے وقت میں جب یہ رسالہ ہاتھ میں ہوگا تو ان الہامات کا بھی مندرج ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:۔

سبحان اللّٰہ تبارک وتعالٰی زاد مجدک ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔

ص ۳۶

عطاءً غیر مجذوذ ۔ سلام قولاً من رب رحیم ۔ وقیل بُعداً للقوم
الظالمین ۔ ترٰی نسلاً بعیداً ۔ ولنحیینّک حیوٰۃ طیّبۃ ۔ ثمانین حولا
اوقریبا من ذالک او تزید علیہ سنینا ۔ وکان وعد اللّٰہ مفعولا ۔ ھٰذا
من رحمۃ ربّک ۔ یتم نعمتہ علیک لیکون اٰیۃ للمومنین ۔ ینصرک
اللّٰہ فی مواطن ۔ واللّٰہ متمّ نورہ ولوکرہ الکافرون ۔ ویمکرون ویمکر
اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ الا ان روح اللّٰہ قریب ۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب
یاتیک من کلّ فج عمیق ۔ یاتون من کل فج عمیق ۔ ینصرک رجال نوحی
الیھم من السماء ۔ لامبدل لکلمات اللّٰہ ۔ انہ ھو العلی العظیم ۔ ھو الذی ۳۲
ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق ۔ وتھذیب الاخلاق ۔ وقالوا سیقلب الامر ۔
وما کانوا علی الغیب مطلعین ۔ انا اٰتیناک الدنیا وخزائن رحمۃ ربک وانّک+
من المنصورین ۔ وانی جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ
وانک لدینا مکین امین ۔ انت منی بمنزلۃ لایعلمھا الخلق وما کان اللّٰہ
لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب ۔ فذرنی والمکذبین* ۔ واللّٰہ غالب
علٰی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون ۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح ۔ وتمّت
کلمۃ ربک ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون ۔ اردت ان استخلف فخلقت
اٰدم ۔ یقیم الشریعہ ویحیی الدین ۔ ولوکان الایمان معلقا بالثریا لنالہ ۔
انا انزلناہ قریبًا من القادیان وبالحق انزلناہ وبالحق نزل ۔ صدق اللّٰہ
ورسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولا ۔ ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقًا ففتقناھما ۔

+ یہ پیشگوئی براہین احمدیہ آج سے بیس برس پہلے ہو چکی ہے ۔ منہ

* یہ پیشگوئی بھی آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے ۔ منہ

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدٰی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہ ۔ وقالوا
ان ھذا الا اختلاق ۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی ۔ ولقد لبثت فیکم
عمرًا من قبلہ افلا تعقلون ۔ وقالوا ما سمعنا بھذا فی اٰباءنا الاولین ۔
قل ان ھدی اللّٰہ ھو الھدٰی ۔ ومن یبتغ غیرہ لن یقبل منہ وھو
فی الاٰخرۃ من الخاسرین ۔ انک علٰی صراط مستقیم ۔ وجیھا فی الدنیا
والاٰخرۃ ومن المقربین ۔ ویقولون انّٰی لک ھذا ۔ ان ھٰذا الّا قول البشر
واعانہ علیہ قوم اٰخرون ۔ افتاتون السّحر وانتم تبصرون ۔ ھیھات ھیھات
لما توعدون ۔ من ھٰذا الذی ھو مھین ۔ ولا یکاد یبین ۔ جاھل او
مجنون ۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ۔ و انا
کفیناک المستھزئین ۔ ذرنی والمکذبین ۔ الحمد للّٰہ الذی جعلک
المسیح ابن مریم ۔ یجتبی الیہ من یشاء ۔ لایسئل عما یفعل
وھم یسئلون ۔ امم یسّرنا لھم الھدٰی و امم حق علیھم العذاب
ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ۔ ولکید اللّٰہ اکبر ۔ وان یتخذونک
الّا ھزوا اھٰذا الذی بعث اللّٰہ ۔ ان ھٰذا الرجل یجوح الدین ۔ وقد
بلجت اٰیاتی ✣ ۔ وجحدوا بھا واستیقنتھم انفسھم ظلمًا وعلوًّا ۔ قاتلھم اللّٰہ

۴۳ح

✣ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں سوکے قریب نشان ظاہر فرمائے ہیں ۔ چنانچہ چار لڑکے چار پیشگوئیوں کے مطابق پیدا ہوئے جنکا مفصل ذکر کتاب تریاق القلوب میں ہے ۔ ایسا ہی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب کی نسبت پیشگوئی کہ اُن کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اس کے بدن پر پھوڑے ہونگے ۔ اور آتھم کی نسبت شرطی پیشگوئی ۔ لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی اور الزام قتل سے انجام کار میرے بری ہونے کی نسبت پیشگوئی ۔ اور ملک میں وباء پھیلنے کی نسبت پیشگوئی ۔ غرض یہ کہ سو پیشگوئی ہے جو پوری ہوچکی اور ہزارہا انسان انکے گواہ ہیں ۔ اور یہ تمام پیشگوئیاں رسالہ تریاق القلوب میں مندرج ہیں ۔ منہ

انّی یؤفکون - قل ایھا الکفار انی من الصادقین وعندی شھادۃ من اللّٰہ وانی امرت وانا اوّل المومنین - واصنع الفلک باعیننا ووحینا - الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ - ید اللّٰہ فوق ایدیھم - والذین تابوا واصلحوا اولٰئک اتوب علیھم وانا التواب الرحیم - الامام خیر الانام - ویقول العدوّ لست مرسلا سناخذہٗ من مارن اوخرطوم - واذ قال ربک انی جاعل فی الارض خلیفۃ - قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا - قال انی اعلم ما لاتعلمون - وینظرون الیک وھم لایبصرون - یتربّصون علیک الدوائر - علیھم دائرۃ السوء - قل اعملوا علٰی مکانتکم انّی عامل فسوف تعلمون - ویعصمک اللّٰہ ولو لم یعصمک الناس - ولو لم یعصمک الناس یعصمک اللّٰہ - سبحان اللّٰہ - انت وقارہ فکیف یترکک - انّت المسیح الذی لایضاع وقتہ - کمثلک درّ لایضاع - لن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا - الم تر انا ناتی الارض ننقصھا من اطرافھا الم تر ان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیر - فانتظروا الاٰیات حتی حین - انت الشیخ المسیح وانّی معک ومع انصارک - وانت اسمی الاعلٰی - وانت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی - وانت منی بمنزلۃ المحبوبین - فاصبر حتی یاتیک امرنا - وانذر عشیرتک الاقربین وانذر قومک وقل انی نذیر مبین - قوم متشاکسون - کذّبوا باٰیاتنا وکانوا بھا یستھزءُون - فسیکفیکھم اللّٰہ ویردّھا الیک+ - لامبدل

۳۲

+ یہ پیشگوئی اس نکاح کی نسبت ہے جس پر نادان مخالف جہالت اور تعصب سے اعتراض کرتے ہیں کہ زوجنٰک کے کیا معنے ہوئے؟ حالانکہ فقرہ یردّھا الیک سے صاف ظاہر ہے کہ ایک مرتبہ اس عورت کا جانا اور پھر واپس آنا شرط ہے اور بعد اس کے مرتبہ زوجنٰک ہے کیونکہ اوّل وہ عورت قرابت قریبہ کی وجہ سے قریب تھی پھر دُور چلی گئی اور پھر واپس آئیگی اور یہی معنی ردّ کے ہیں۔ منہ

لکلمات اللّٰہ - وان وعد اللّٰہ حق وان ربک فعال لما یرید - قل ای و ربی انہ لحق ولا تکن من الممترین - انا زوجناکھا۔ انما امرنا اذا اردنا شیئًا ان نقول لہ کن فیکون انما نؤخرھم الی اجل مسمی اجل قریب وکان فضل اللّٰہ علیک عظیما یاتیک نصرتی انی انا الرحمان - واذا جاء نصر اللّٰہ وتوجہت لفصل الخطاب - قالوا ربنا اغفر لنا انا کنا خاطئین - ویخرون علی الاذقان - لا تثریب علیکم الیوم - یغفر اللّٰہ لکم وھو ارحم الراحمین - بشری لکم فی ھذہ الایام - شاھت الوجوہ - یوم یعض الظالم علی یدیہ یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا - وقالوا ان ھذا الا قول البشر - قل لوکان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافًا کثیرا - وبشر الذین اٰمنوا ان لھم قدم صدق عند ربھم - لن یخزیھم اللّٰہ - ما اھلک اللّٰہ اھلک - الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون تُفتّح لھم ابواب السماء - نرید ان ننزل علیک اسرارًا من السماء ونمزق الاعداء کل ممزّق+ - ونری فرعون وھامان وجنودھما ما کانوا یحذرون - قل یا ایھا الکفار انی من الصادقین - فانتظروا اٰیاتی حتی حین - سنریھم اٰیاتنا فی الاٰفاق وفی انفسھم حجۃ قائمۃ وفتح مبین حکم اللّٰہ الرحمٰن - لخلیفۃ اللّٰہ السلطان - یؤتی لہ الملک العظیم* - وتفتح علی یدہ

۳۵

+ فقرہ نُمزّقُ الاَعْداء سے یہ مراد ہے کہ ان پر حجت پوری کرینگے اور ہر یک پہلو سے اُن کے عذرات توڑ دینگے اور فقرہ نُری فرعون سے یہ مطلب ہے کہ حق کو کامل طور پر کھول دیا جائیگا جس کے کھلنے سے بعض مخالف ڈرتے ہیں۔ منہ

* اس جگہ سلطان کے لفظ سے آسمانی بادشاہت مراد ہے اور ملک سے مراد روحانی ملک اور خزائن سے مراد حقائق اور معارف ہیں - منہ

الخزائن وتشرق الارض بنور ربّها ذالک فضل اللہ و فی اعینکم عجیب۔ السلام علیک انا انزلناک برھانا وکان اللہ قدیرا۔ علیک برکات و سلام۔ سلام قولا من رب رحیم۔ انت قابل یاتیک وابل۔ تنزل الرحمۃ علی ثلث۔ العین وعلی الاُخریین۔ ولنحیینّک حیوۃ طیبۃ۔ انّا اٰتینٰک الکوثر۔ فصل لربّک وانحر۔ انی انا اللہ فاعبدنی۔ ولا تستنحن من غیری۔ انی انا اللہ لا الٰہ الّا انا۔ لاید الایدی۔ انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃ۔ فتح وظفر۔ انی اموج موج البحر الفتنۃ ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوالعزم۔ انا ارسلنا الیک شواظاً من نار۔ قد ابتلی المومنون ثم یرد الیک السلام۔ وعسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون۔ الرحی تدور و ینزل القضاء۔ ان فضل اللہ لاٰت۔ ولیس لاحد ان یرد ما اتی۔ قل ای وربّی انہ لحق لایتبدل ولایخفی۔ و ینزل ما تعجب منہ۔ وحی من رب السمٰوٰت العلیٰ ان ربّی لا یضل ولا ینسٰی۔ ظفر مبین۔ وانما نوخرھم الٰی اجل مسمّٰی انت معی وانا معک قل اللہ ثم ذرہ فی غیّہ یتمطّی۔ انہ معک وانہ یعلم السّر وما اخفٰی۔ لا الٰہ الّا ھو یعلم کلّ شیءٍ ویری۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنٰی۔ انا ارسلنا احمد الٰی قومہ فاعرضوا وقالوا کذابٌ اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ ویسیلون کماءٍ منھمر۔ ان حبّی قریب۔ انہ قریب مستتر۔ ویریدون ان یقتلوک یعصمک اللہ۔ یکلأک اللہ۔ انی حافظک۔ عنایۃ اللہ حافظک۔ تری نسلا بعیدًا ابناء القمر۔ اناکفیناک المستھزئین۔ ان ربّک لبالمرصاد۔ انہ سیجعل الولدان شیبا۔ الامراض تشاع۔ والنفوس تضاع۔ وسانزل و انّ

۳۶

یوحی لفصل عظیم۔ لا تعجبن من امری۔ انا نرید ان نعزک و نحفظک۔ یاتی قمر الانبیاء و امرک یتأتّی۔ ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبہ۔ یریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ۔ واللّٰہ غالب علٰی امرہ ولٰکنّ اکثر الناس لا یعلمون۔ الفوق معک والتحت مع اعدائک۔ واینما تولّوا فثم وجہ اللّٰہ۔ قل جاء الحق و زھق الباطل۔ اللّٰہ الذی جعلک المسیح ابن مریم۔ لتنذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتدعوا قومًا اٰخرین۔ عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم مودّۃ۔ انا نعلم الامر وانا العالمون۔ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ اذکر نعمتی رئیت خدیجتی +۔ ھذا من رحمۃ ربک یتم نعمتہ علیک لیکون اٰیۃ للمؤمنین۔ انت معی وانا معک یا ابراھیم۔ انت برھان وانت فرقان یری اللّٰہ بک سبیلہ۔ انت القائم علٰی نفسہ مظہر الحی۔ وانت منی مبدء الامر۔ وانت من ماءنا وھم من فشل۔ اذا التقی الفئتان۔ فانی مع الرسول اقوم۔ وینصرہ الملائکۃ۔ انی انا الرحمٰن ذوالمجد والعلٰی۔ وما ینطق عن الھوٰی ان ھو الّا وحی یوحٰی۔ اردت ان استخلف فخلقت اٰدم۔ وللّٰہ الامر من قبل و من بعد۔ یا عبدی لا تخف۔ الم تر انا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ الم تعلم ان اللّٰہ علٰی کل شیء قدیر۔ فقط۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۰ء

+ یہ الہام براہین احمدیہ میں درج ہے اور یہ حصہ اس الہام کا ہے جس میں کئی برس پہلے خبر دی گئی تھی یعنی مجھے بشارت دی گئی تھی کہ تمہاری شادی خاندان سادات میں ہوگی اور اس میں سے اولاد ہوگی تا پیشگوئی حدیث یتزوّج و یولد لہ پوری ہو جائے۔ یہ حدیث اشارت کر رہی ہے کہ مسیح موعود کو خاندان سادات سے تعلق دامادی ہوگا کیونکہ مسیح موعود کا تعلق جس سے وعدہ یولد لہ کے موافق صالح اور طیب اولاد پیدا ہو۔ اعلیٰ اور طیّب خاندان سے چاہیئے۔ اور وہ خاندان سادات ہے اور فقرہ خدیجتی سے مراد اولاد خدیجہ یعنی بنی فاطمہ ہے۔ منہ

اربعین نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ [۱]

اے ہمارے خدا! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر۔ اور تو بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ منہ

آمین

اشتہار انعامی پانسو روپیہ بنام حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر۔ اور ایسا ہی اِس اشتہار میں یہ تمام لوگ بھی مخاطب ہیں جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔

مولوی پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپالوی۔ مولوی حافظ محمد یوسف صاحب بھوپالوی۔ مولوی تلطف حسین صاحب دہلوی۔ مولوی عبد الحق صاحب دہلوی صاحب تفسیر حقانی۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی مولوی محمد صدیق صاحب دیوبند حال مدرس بچھرایوں ضلع مرادآباد۔ شیخ خلیل الرحمٰن صاحب جمالی سرساوا ضلع سہارنپور۔ مولوی عبد العزیز صاحب لدھیانہ۔ مولوی محمد صاحب لدھیانہ۔ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانہ۔ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری۔ مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی ثم امرتسری

[۱] الاعراف : ۹۰

مولوی غلام رسول صاحب عرف رسل بابا۔ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی لاہور۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی لاہور۔ ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب ڈپٹی کلکٹر نہر لاہوری۔ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ لاہور۔ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ پنشنر۔ مولوی محمد حسین صاحب ابوالفیض ساکن بھینی۔ مولوی سید عمر صاحب واعظ حیدر آباد۔ علماء ندوۃ الاسلام معرفت مولوی محمد علی صاحب سکرٹری ندوۃ العلماء مولوی سلطان الدین صاحب جے پور۔ مولوی مسیح الزمان صاحب استاد نظام شاہ جہان پور۔ مولوی عبدالواحد خان صاحب شاہ جہان پور۔ مولوی اعزاز حسین خانصاحب شاہ جہان پور مولوی ریاست علی خانصاحب شاہجہان پور۔ سید صوفی جان شاہ صاحب میرٹھ۔ مولوی اسحاق صاحب پٹیالہ۔ جمیع علماء کلکتہ و بمبئی و مدراس جمیع سجادہ نشینان و مشائخ ہندوستان جمیع اہل عقل و انصاف و تقویٰ و ایمان از قوم مسلمان۔

واضح ہو کہ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے اپنے نافہم اور غلط کار مولویوں کی تعلیم سے ایک مجلس میں بمقام لاہور جس میں مرزا خدابخش صاحب مصاحب نواب محمد علی خانصاحب اور میاں معراج الدین صاحب لاہوری اور مفتی محمد صادق صاحب اور صوفی محمد علی صاحب کلرک اور میاں چٹو صاحب لاہوری اور خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر لاہوری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور حکیم محمد حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ اور میاں چراغ الدین صاحب کلرک اور مولوی یار محمد صاحب موجود تھے بڑے اصرار سے یہ بیان کیا کہ اگر کوئی نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے اور اس طرح پر لوگوں کو گمراہ کرنا چاہے تو وہ ایسے افتراء کے ساتھ تیئیس[۲۳] برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہ سکتا ہے یعنی افتراء علی اللہ کے بعد اس قدر عمر پانا اس کی سچائی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اور بیان کیا کہ ایسے کئی لوگوں کا نام میں نظیراً پیش کر سکتا ہوں جنہوں نے نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک لوگوں کو سناتے رہے۔

ص ۳

کہ خدا تعالیٰ کا کلام ہمارے پر نازل ہوتا ہے حالانکہ وہ کاذب تھے۔ غرض حافظ صاحب نے محض اپنے مشاہدہ کا حوالہ دے کر مذکورہ بالا دعوے پر زور دیا جس سے لازم آتا تھا کہ قرآن شریف کا وہ استدلال جو آیات مندرجہ ذیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کے بارے میں ہے صحیح نہیں ہے اور گویا خدا تعالیٰ نے سراسر خلاف واقعہ اس حجت کو نصاریٰ اور یہودیوں اور مشرکین کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور گویا ائمہ اور مفسّرین نے بھی محض نادانی سے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا۔ یہاں تک کہ شرح عقائد نسفی میں بھی کہ جو اہل سنت کے عقیدوں کے بارے میں ایک کتاب ہے عقیدہ کے رنگ میں اِس دلیل کو لکھا ہے۔ اور علماء نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ استخفاف قرآن یا دلیل قرآن کلمۂ کفر ہے۔ مگر نہ معلوم کہ حافظ صاحب کو کس تعصب نے اِس بات پر آمادہ کر دیا کہ باوجود دعویٰ حفظِ قرآن مفصلہ ذیل آیات کو بھول گئے۔ اور وہ یہ ہیں:—

انه لقول رسول کریم۔ وماهو بقول شاعر قلیلاً ما تومنون۔ ولا بقول کاهن قلیلا ما تذکرون۔ تنزیل من رب العالمین۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل۔ لاخذنا منه بالیمین۔ ثم لقطعنا منه الوتین۔ فما منکم من احد عنه حاجزین[1]۔ دیکھو سورۃ الحاقۃ الجزو نمبر ۲۹۔ اور ترجمہ اس کا یہ ہے کہ یہ قرآن کلام رسول کا ہے۔ یعنی وحی کے ذریعہ سے اس کو پہنچا ہے۔ اور یہ شاعر کا کلام نہیں۔ مگر چونکہ تمہیں ایمانی فراست سے کم حصہ ہے۔ اس لئے تم اس کو پہچانتے نہیں۔ اور یہ کاہن کا کلام نہیں۔ یعنی اس کا کلام نہیں جو جنّات سے کچھ تعلق رکھتا ہو مگر تمہیں تدبّر اور تذکر کا بہت کم حصّہ دیا گیا ہے اس لئے ایسا خیال کرتے ہو۔ تم نہیں سوچتے کہ کاہن کس پست اور ذلیل حالت میں ہوتے ہیں بلکہ یہ رب العالمین کا کلام ہے جو عالم اجسام اور عالم ارواح دونوں کا رب ہے یعنی جیسا کہ وہ تمہارے اجسام کی تربیت کرتا ہے ایسا ہی وہ تمہاری رُوحوں کی

۴۷

[1] الحاقۃ: ۴۱ تا ۴۸

تربیت کرنا چاہتا ہے اور اسی ربوبیت کے تقاضا کی وجہ سے اُس نے رسول کو بھیجا ہے اور اگر یہ رسول کچھ اپنی طرف سے بنا لیتا اور کہتا کہ فلاں بات خدا نے میرے پر وحی کی ہے حالانکہ وہ کلام اس کا ہوتا نہ خدا کا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیتے اور کوئی تم میں سے اس کو بچا نہ سکتا۔ یعنی اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو اس کی سزا موت تھی۔ کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جھوٹے دعویٰ سے افترا اور کفر کی طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا تو اس کا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام دنیا اس کی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو۔ اس لئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اُسی کو ہلاک کر دیتے ہیں جو دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جھوٹی تعلیم اور جھوٹے عقائد پیش کر کے مخلوق خدا کی روحانی موت چاہتا ہے اور خدا پر افترا کر کے گستاخی کرتا ہے۔

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر وہ ہماری طرف سے نہ ہوتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتے اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکتا گو تم لوگ اس کے بچانے کے لئے کوشش بھی کرتے۔ لیکن حافظ صاحب اس دلیل کو نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی کی تمام و کمال مدت تیئیس[۲۳] برس کی تھی اور مَیں اس سے زیادہ مدت تک کے لوگ دکھا سکتا ہوں جنہوں نے جھوٹے دعوے نبوت اور رسالت کے کئے تھے اور باوجود جھوٹ بولنے اور خدا پر افترا کرنے کے وہ تیئیس[۲۳] برس سے زیادہ مدت تک زندہ رہے لہٰذا حافظ صاحب کے نزدیک قرآن شریف کی یہ دلیل باطل اور ہیچ ہے اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر تعجب کہ جبکہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم اور مولوی سیّد آل حسن صاحب مرحوم نے اپنی کتاب ازالہ اوہام اور استفسار میں پادری فنڈل کے سامنے یہی دلیل پیش کی تھی تو پادری فنڈل صاحب کو

اس کا جواب نہیں آیا تھا اور باوجودیکہ تواریخ کی ورق گردانی میں یہ لوگ بہت کچھ مہارت رکھتے ہیں مگر وہ اس دلیل کو توڑنے کے لئے کوئی نظیر پیش نہ کر سکا* اور لاجواب رہ گیا اور آج حافظ محمد یوسف صاحب مسلمانوں کے فرزند کہلا کر اس قرآنی دلیل سے انکار کرتے ہیں اور یہ معاملہ صرف زبانی ہی نہیں رہا بلکہ ایک ایسی تحریر اس بارے میں ہمارے پاس موجود ہے جس پر حافظ صاحب کے دستخط ہیں جو انہوں نے محبی اخویم مفتی محمد صادق صاحب کو اس عہد اقرار کے ساتھ دی ہے کہ ہم ایسے مفتریوں کا ثبوت دیں گے۔ جنہوں نے خدا کے مامور یا نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر وہ اس دعویٰ کے بعد تیئیس[۲۳] برس سے زیادہ جیتے رہے۔ یاد رہے کہ یہ صاحب مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کے گروہ میں سے ہیں اور بڑے موحد مشہور ہیں۔ اور ان لوگوں کے عقائد کا بطور نمونہ یہ حال ہے جو ہم نے لکھا۔ اور یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ قرآن کے دلائل پیش کردہ کی تکذیب قرآن کی تکذیب ہے اور اگر قرآن شریف کی ایک دلیل کو رد کیا جائے تو امان اٹھ جائیگا اور اس سے لازم آئیگا کہ قرآن کے تمام دلائل جو توحید اور رسالت کے اثبات میں ہیں سب کے سب باطل اور ہیچ ہوں اور آج تو حافظ صاحب نے اس رد کے لئے یہ بیڑا اٹھایا کہ میں ثابت کرتا ہوں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ نبوت یا رسالت کے جھوٹے دعوے کئے اور پھر زندہ رہے۔ اور کل شاید

* پادری فنڈل صاحب نے اپنے میزان الحق میں صرف یہ جواب دیا تھا کہ مشاہدہ اس بات پر گواہ ہے کہ دنیا میں کئی کروڑ بت پرست موجود ہیں۔ لیکن یہ نہایت فضول جواب ہے کیونکہ بت پرست لوگ بت پرستی میں اپنے وحی من اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے یہ نہیں کہتے کہ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ بت پرستی کو دنیا میں پھیلاؤ۔ وہ لوگ گمراہ ہیں نہ مفتری علی اللہ۔ یہ جواب امر متنازعہ فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ بحث تو دعویٰ نبوت اور افترا علی اللہ میں ہے نہ فقط ضلالت میں۔ منہ

حافظ صاحب یہ بھی کہہ دیں کہ قرآن کی یہ دلیل بھی کہ لوکان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا[1] باطل ہے اور دعویٰ کریں کہ مَیں دکھلا سکتا ہوں کہ خدا کے سوا اَور بھی چند خدا ہیں جو سچے ہیں مگر زمین و آسمان پھر بھی اب تک موجود ہیں۔ پس ایسے بہادر حافظ صاحب سے سب کچھ امید ہے لیکن ایک ایمان دار کے بدن پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے جب کوئی یہ بات زبان پر لاوے جو فلاں بات جو قرآن میں ہے وہ خلاف واقعہ ہے یا فلاں دلیل قرآن کی باطل ہے۔ بلکہ جس امر میں قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر زد پڑتی ہو ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کرے اور حافظ صاحب کی نوبت اس درجہ تک محض اس لئے پہنچ گئی کہ انہوں نے اپنے چند قدیم رفیقوں کی رفاقت کی وجہ سے میرے منجانب اللہ ہونے کے دعویٰ کا انکار مناسب سمجھا اور چونکہ دروغگو کو خدا تعالیٰ اسی جہان میں ملزم اور شرمسار کر دیتا ہے اس لئے حافظ صاحب بھی اور منکروں کی طرح خدا کے الزام کے نیچے آ گئے اور ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مجلس میں جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں میری جماعت کے بعض لوگوں نے حافظ صاحب کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ایک شمشیر برہنہ کی طرح یہ حکم فرماتا ہے کہ یہ نبی اگر میرے پر جھوٹ بولتا اور کسی بات میں افترا کرتا تو میں اس کی رگِ جان کاٹ دیتا اور اس مدت دراز تک وہ زندہ نہ رہ سکتا۔ تو اب جب ہم اپنے اس مسیح موعود کو اس پیمانہ سے ناپتے ہیں تو براہین احمدیہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دعوئے منجانب اللہ ہونے اور مکالماتِ الٰہیہ کا قریباً تیس برس سے ہے اور اکیس برس سے براہین احمدیہ شائع ہے پھر اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ جبکہ خدا تعالیٰ نے اسجگہ ایک جھوٹے

[1] الانبیاء : ۲۳

مدعیٔ رسالت کو تیس[۳۰] برس تک مہلت دی اور لو تقوّل علینا کے وعدہ کا کچھ خیال نہ کیا تو اسی طرح نعوذ باللہ یہ بھی قریب قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی باوجود کاذب ہونے کے مہلت دے دی ہو مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کاذب ہونا محال ہے۔ پس جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال۔ اور ظاہر ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جبھی ٹھہر سکتا ہے جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنے کے لئے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہو کبھی مہلت نہیں دیتا کیونکہ اس طرح پر اس کی بادشاہت میں گڑبڑ پڑ جاتا ہے اور صادق اور کاذب میں تمیز اٹھ جاتی ہے۔ غرض جب میرے دعویٰ کی تائید میں یہ دلیل پیش کی گئی تو حافظ صاحب نے اس دلیل سے سخت انکار کرکے اس بات پر زور دیا کہ کاذب کا تیئیس[۲۳] برس تک یا اس سے زیادہ زندہ رہنا جائز ہے اور کہا کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ ایسے کاذبوں کی میں نظیر پیش کرونگا جو رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرکے تیئیس[۲۳] برس تک یا اس سے زیادہ رہے ہوں۔ مگر اب تک کوئی نظیر پیش نہیں کی۔ اور جن لوگوں کو اسلام کی کتابوں پر نظر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ آجتک علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تیئیس[۲۳] برس تک زندہ رہ سکتا ہے۔ بلکہ یہ تو صریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر حملہ اور کمال بے ادبی ہے اور خدا تعالیٰ کی پیشکردہ دلیل سے استخفاف ہے۔ ہاں ان کا یہ حق تھا کہ مجھ سے اس کا ثبوت مانگتے کہ میرے دعویٰ مامور من اللہ ہونے کی مدت تیئیس برس یا اس سے زیادہ اب تک ہو چکی ہے یا نہیں۔ مگر حافظ صاحب نے مجھ سے یہ ثبوت نہیں مانگا کیونکہ حافظ صاحب بلکہ تمام علماء اسلام اور ہندو اور عیسائی اس بات کو جانتے ہیں کہ براہین احمدیہ جس میں یہ دعویٰ ہے اور جس میں بہت سے مکالمات الٰہیہ درج ہیں اس کے شائع ہونے پر اکیس[۲۱] برس گذر چکے

ہیں اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریبًا تیس برس سے یہ دعویٰ مکالماتِ الٰہیہ شائع کیا گیا ہے اور نیز الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہٗ جو میرے والد صاحب کی وفات پر ایک انگشتری پر کھودا گیا تھا اور امرتسر میں ایک مُہرکن سے کھدوایا گیا تھا وہ انگشتری اب تک موجود ہے اور وہ لوگ موجود ہیں جنہوں نے تیار کروائی۔ اور براہین احمدیہ موجود ہے جس میں یہ الہام الیس اللّٰہ بکاف عبدہ لکھا گیا ہے۔ اور جیسا کہ انگشتری سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی چھبیس[۲۶] برس کا زمانہ ہے۔ غرض چونکہ یہ تیس[۳۰] سال تک کی مدت براہین احمدیہ سے ثابت ہوتی ہے اور کسی طرح مجال انکار نہیں اور اسی براہین کا مولوی محمد حسین نے ریویو بھی لکھا تھا۔ لہٰذا حافظ صاحب کی یہ مجال تو نہ ہوئی کہ اس امر کا انکار کریں جو اکیس[۲۱] سال سے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکا ہے ناچار قرآن شریف کی دلیل پر حملہ کر دیا کہ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ سو ہم اس اشتہار میں حافظ محمد یوسف صاحب سے وہ نظیر طلب کرتے ہیں جس کے پیش کرنے کا انہوں نے اپنی دستخطی تحریر میں وعدہ کیا ہے۔ ہم یقینا جانتے ہیں کہ قرآنی دلیل کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ یہ خدا کی پیش کردہ دلیل ہے نہ کسی انسان کی۔ کئی کمبخت بدقسمت دنیا میں آئے اور انہوں نے قرآن کی اس دلیل کو توڑنا چاہا۔ مگر آخر آپ ہی دنیا سے رخصت ہو گئے مگر یہ دلیل ٹوٹ نہ سکی۔ حافظ صاحب علم سے بے بہرہ ہیں۔ اُن کو خبر نہیں کہ ہزارہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اسی دلیل کو کفّار کے سامنے پیش کرتے رہے اور کسی عیسائی یا یہودی کو طاقت نہ ہوئی کہ کسی ایسے شخص کا نشان دے جس نے افترا کے طور پر مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرکے زندگی کے تیئیس[۲۳] برس پورے کئے ہوں۔ پھر حافظ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایہ ہے کہ اس دلیل کو توڑ سکیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسی وجہ سے بعض جاہل اور نافہم مولوی میری ہلاکت کے لئے طرح طرح کے حیلے سوچتے رہے ہیں تا یہ مدت پوری نہ ہونی پاوے جیسا کہ

ص۸

یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مسیح کو رفع سے بے نصیب ٹھہرانے کے لئے صلیب کا حیلہ سوچا تھا تا اس سے دلیل پکڑیں کہ عیسیٰ بن مریم ان صادقوں میں سے نہیں ہے جن کا رفع الی اللہ ہوتا رہا ہے۔ مگر خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے صلیب سے بچاؤں گا۔ اور اپنی طرف تیرا رفع کرونگا جیسا کہ ابراہیم اور دوسرے پاک نبیوں کا رفع ہوا سو اسی طرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں اسّی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کرونگا تا لوگ کمیٔ عمر سے کاذب ہونے کا نتیجہ نہ نکال سکیں جیسا کہ یہودی صلیب سے نتیجہ عدم رفع کا نکالنا چاہتے تھے۔ اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے بھی تجھے بچاؤں گا جیسا کہ اندھا ہونا تا اس سے بھی کوئی بدنتیجہ نہ نکالیں[+]۔ اور خدا نے مجھے اطلاع دی کہ بعض ان میں سے تیرے پر بد دعائیں بھی کرتے رہیں گے مگر اُن کی بد دعائیں میں انہی پر ڈالوں گا۔ اور درحقیقت لوگوں نے اس خیال سے کہ کسی طرح تو تقوّل کے نیچے مجھے لے آئیں منصوبہ بازی میں کچھ کمی نہیں کی۔ بعض مولویوں نے قتل کے فتوے دیئے۔ بعض مولویوں نے جھوٹے قتل کے مقدمات بنانے کیلئے میرے پر گواہیاں دیں۔ بعض مولوی میری موت کی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے بعض مسجدوں میں میرے مرنے کے لئے ناک رگڑتے رہے۔ بعض نے جیسا کہ مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسمٰعیل علیگڈھ والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر اُنکی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔ مگر پھر بھی یہ لوگ عبرت نہیں پکڑتے۔ پس کیا یہ

[+] الہام الٰہی آنکھ کے بارے میں یہ ہے تنزل الرحمۃ علٰی ثلٰث العین وعلی الاخریین۔ یعنی تیرے تین عضووں پر خدا کی رحمت نازل ہوگی ایک آنکھ اور باقی دو اَور۔ منہ

ایک عظیم الشان معجزہ نہیں ہے کہ محی الدین لکھو کے والے نے میری نسبت موت کا الہام شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی اسمٰعیل نے شائع کیا وہ مرگیا۔ مولوی غلام دستگیر نے ایک کتاب تالیف کرکے اپنے مرنے سے میرا پہلے مرنا بڑے زور شور سے شائع کیا وہ مرگیا پادری حمید اللہ پشاوری نے میری موت کی نسبت دس مہینہ کی میعاد رکھ کر پیشگوئی شائع کی وہ مرگیا۔ لیکھرام نے میری موت کی نسبت تین سال کی میعاد کی پیشگوئی کی وہ مرگیا۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اپنے نشانوں کو مکمل کرے۔ ص۱۱

میری نسبت جو کچھ ہمدردی قوم نے کی ہے وہ ظاہر ہے اور غیر قوموں کا بغض ایک طبعی امر ہے۔ ان لوگوں نے کونسا پہلو میرے تباہ کرنے کا اٹھا رکھا۔ کونسا ایذاء کا منصوبہ ہے جو انتہا تک نہیں پہنچایا۔ کیا بد دعاؤں میں کچھ کسر رہی یا قتل کے فتوے نامکمل رہے یا ایذا اور توہین کے منصوبے کما حقہٗ ظہور میں نہ آئے؟ پھر وہ کونسا ہاتھ ہے جو مجھے بچاتا ہے۔ اگر میں کاذب ہوتا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ خدا خود میرے ہلاک کرنے کے لئے اسباب پیدا کرتا نہ یہ کہ وقتاً فوقتاً لوگ اسباب پیدا کریں اور خدا اُن اسباب کو معدوم کرتا رہے*۔ کیا یہی کاذب کی نشانیاں ہوا کرتی ہیں کہ قرآن بھی اُسکی گواہی دے

* دیکھو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے میرے نابود کرنے کے لئے کیا کچھ ہاتھ پیر مارے اور محض فضول گوئی سے خدا سے لڑا۔ اور دعویٰ کیا کہ مَیں نے ہی اونچا کیا اور مَیں ہی گراؤں گا مگر وہ خود جانتا ہے کہ اس فضول گوئی کا انجام کیا ہوا؟ افسوس کہ اُس نے اپنے اس کلمہ میں ایک صریح جھوٹ تو زمانہ ماضی کی نسبت بولا اور ایک آئندہ کی نسبت جھوٹی پیشگوئی کی۔ وہ کون تھا اور کیا چیز تھا جو مجھے اونچا کرتا۔ یہ خدا کا میرے پر احسان ہے اور اس کے بعد کسی کا بھی احسان نہیں۔ اوّل اُس نے مجھے ایک بڑے شریف خاندان میں پیدا کیا اور حسب نسب کے ہر ایک داغ سے بچایا۔ پھر بعد میں میری حمایت میں آپ

اور آسمانی نشان بھی اسی کی تائید میں نازل ہوں - اور عقل بھی اسی کی مؤید ہو - اور جو اس کی موت کے شائق ہوں وہی مرتے جائیں - مَیں ہرگز یقین نہیں کرتا کہ زمانہ نبوی کے بعد کسی اہل اللہ اور اہل حق کے مقابل پر کبھی کسی مخالف کو ایسی صاف اور صریح شکست اور ذلت پہنچی ہو جیسا کہ میرے دشمنوں کو میرے مقابل پر پہنچی ہے - اگر انہوں نے میری عزت پر حملہ کیا تو آخر آپ ہی بے عزت ہوئے اور اگر میری جان پر حملہ کر کے یہ کہا کہ اس شخص کے صدق اور کذب کا معیار یہ ہے کہ وہ ہم سے پہلے مرے گا تو پھر آپ ہی مر گئے - مولوی غلام دستگیر کی کتاب تو دُور نہیں مدت سے چھپکر شائع ہو چکی ہے - دیکھو وہ کس دلیری سے لکھتا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا اور پھر آپ ہی مر گیا - اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ میری موت کے شائق تھے اور انہوں نے خدا سے دعائیں کیں کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے آخر وہ مر گئے - نہ ایک نہ دو بلکہ پانچ آدمی نے ایسا ہی کہا اور اس دنیا کو چھوڑ گئے - اس کا نتیجہ موجودہ مولویوں کے لئے جو محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی ثم امرتسری اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور مولوی پیر مہر علیشاہ گولڑوی اور رشید احمد گنگوہی اور نذیر حسین دہلوی اور رسل بابا امرتسری اور منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ اور حافظ محمد یوسف ضلعدار نہر وغیرہم کے لئے یہ تو نہ ہوا کہ اس اعجاز صریح سے یہ لوگ فائدہ

عــــ!!

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۵۳) کھڑا ہوا - افسوس ان لوگوں کی کہاں تک حالت پہنچ گئی ہے کہ ایسی خلاف واقعہ باتیں مُنہ پر لاتے ہیں جنکی کچھ بھی اصلیت نہیں - سچ تو یہ ہے کہ اس بدقسمت نے ہر ایک طور سے مجھ پر حملے کئے اور نامراد رہا - لوگوں کو بیعت سے روکا - نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا لوگ میری بیعت میں داخل ہو گئے - اقدام قتل کے جھوٹے مقدمہ میں پادریوں کا گواہ بنکر میری عزت پر حملہ کیا - مگر اُسی وقت کرسی مانگنے کی تقریب سے اپنی نیت کا پھل پا لیا - میرے پرائیوٹ امور میں گندے اشتہار دیئے انکا جواب خدا نے پہلے سے دے رکھا ہے میرے بیان کی حاجت نہیں منہ

اٹھاتے اور خدا سے ڈرتے اور توبہ کرتے۔ ہاں ان لوگوں کی ان چند نمونوں کے بعد کمریں ٹوٹ گئیں اور اس قسم کی تحریروں سے ڈر گئے فلن یکتبوا بمثل ھذا بما تقدمت الامثال۔ یہ معجزہ کچھ تھوڑا نہیں تھا کہ جن لوگوں نے مدارِ فیصلہ جھوٹے کی موت رکھی تھی وہ میرے مرنے سے پہلے قبروں میں جا سوئے۔ اور مَیں نے ڈپٹی آتھم کے مباحثہ میں قریبًا ساٹھ آدمی کے روبرو یہ کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ سو آتھم بھی اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ مجھے ان لوگوں کی حالتوں پر رحم آتا ہے کہ بخل کی وجہ سے کہاں تک ان لوگوں کی نوبت پہنچ گئی۔ اگر کوئی نشان بھی طلب کریں تو کہتے ہیں کہ یہ دعا کرو کہ ہم سات دن میں مر جائیں۔ نہیں جانتے کہ خود تراشیدہ میعادوں کی خدا پیروی نہیں کرتا اُس نے فرمایا ہے کہ لا تقف ما لیس لک بہ علم[1] اور اُس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ ولا تقولن لشایٔ انی فاعل ذالک غدا۔[2] سو جبکہ سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن کی میعاد اپنی طرف سے پیش نہیں کر سکتے تو مَیں سات دن کا کیونکر دعویٰ کروں۔ ان نادان ظالموں سے مولوی غلام دستگیر اچھا رہا کہ اُس نے اپنے رسالہ میں کوئی میعاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کہ یا الٰہی اگر مَیں مرزا غلام احمد قادیانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوے میں حق پر نہیں تو اُسے مجھ سے پہلے موت دے۔ بعد اس کے بہت جلد خدا نے اس کو موت دے دی۔ دیکھو کیسا صفائی سے فیصلہ ہو گیا۔ اگر کسی کو اس فیصلہ کے ماننے میں تردّد ہو تو اس کو اختیار ہے کہ آپ خدا کے فیصلہ کو آزمائے لیکن ایسی شرارتیں چھوڑ دے جو آیت ولا تقولن لشیٍٔ[2] انی فاعل ذالک غدا سے مخالف پڑی ہیں۔ شرارت کی حجت بازی سے صریح بے ایمانی کی بو آتی ہے۔ ایسا ہی مولوی محمد اسمٰعیل نے صفائی سے خدا تعالٰے کے روبرو یہ درخواست کی

ص ۱۲

[1] بنی اسرائیل: ۳۷ [2] الکھف: ۲۴

کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ مر جائے۔ سو خدا نے اس کو بھی جلد تر اس جہان سے رخصت کر دیا۔ اور ان دخات یافتہ مولویوں کا ایسی دعاؤں کے بعد مرجانا ایک خدا ترس مسلمان کے لئے تو کافی ہے مگر ایک پلید دل سیہ دل دنیا پرست کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بھلا علیگڑھ تو بہت دُور ہے اور شاید پنجاب کے کئی لوگ مولوی اسماعیل کے نام سے بھی ناواقف ہونگے۔ مگر قصور ضلع لاہور تو دُور نہیں اور ہزاروں اہل لاہور مولوی غلام دستگیر قصوری کو جانتے ہونگے اور اس کی یہ کتاب بھی انہوں نے پڑھی ہوگی تو کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا مرنا نہیں؟ کیا غلام دستگیر کی موت میں بھی لیکھرام کی موت کی طرح سازش کا الزام لگائیں گے؟ خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔ کیا دنیا کے کیڑے محض سازش اور منصوبہ سے خدا کے مقدس مامورین کی طرح کوئی قطعی پیشگوئی کر سکتے ہیں؟ ایک چور جو چوری کے لئے جاتا ہے اس کو کیا خبر ہے کہ وہ چوری میں کامیاب ہو یا ماخوذ ہو کر جیلخانہ میں جائے۔ پھر وہ اپنی کامیابی کی زور شور سے تمام دنیا کے سامنے دشمنوں کے سامنے کیا پیشگوئی کرے گا؟ مثلاً دیکھو کہ ایسی پُر زور پیشگوئی جو لیکھرام کے قتل کئے جانے کے بارے میں تھی جس کے ساتھ دن تاریخ وقت بیان کیا گیا تھا کیا کسی شریر بدچلن خونی کا کام ہے؟ غرض ان مولویوں کی سمجھ پر کچھ ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ کسی نشان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ براہین احمدیہ میں قریباً سولہ برس پہلے بیان کیا گیا تھا کہ خدا تعالیٰ میری تائید میں خسوف کسوف کا نشان ظاہر کرے گا۔ لیکن جب وہ نشان ظاہر ہو گیا اور حدیث کی کتابوں سے بھی کھل گیا کہ یہ ایک پیشگوئی تھی کہ مہدی کی شہادت کے لئے اس کے ظہور کے وقت میں رمضان میں خسوف کسوف ہوگا تو ان مولویوں نے اس نشان کو بھی گاؤ خورد کر دیا اور حدیث سے مُنہ پھیر لیا۔ یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں

اونٹ ترک کئے جائیں گے۔ اور قرآن شریف میں بھی وارد تھا کہ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1]۔
اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور
اونٹوں کے الوداع کا وقت آ گیا۔ اور پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے۔
یہ بھی حدیثوں میں تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں ستارہ ذوالسنین نکلیگا۔ اب
انگریزوں سے پوچھ لیجئے کہ مدت ہوئی وہ ستارہ نکل چکا۔ اور یہ بھی حدیثوں میں
تھا کہ مسیح کے وقت میں طاعون پڑے گی۔ حج روکا جائیگا۔ سو یہ تمام نشان ظہور
میں آ گئے۔ اب اگر مثلاً میرے لئے آسمان پر خسوف کسوف نہیں ہوا تو کسی اور مہدی کو
پیدا کریں جو خدا کے الہام سے دعویٰ کرتا ہو کہ میرے لئے ہوا ہے۔ افسوس ان
لوگوں کی حالتوں پر۔ ان لوگوں نے خدا اور رسول کے فرمودہ کی کچھ بھی عزت نہ کی۔
اور صدی پر بھی ستو برس گذر گئے۔ مگر ان کا مجدد اب تک کسی غار میں پوشیدہ
بیٹھا ہے۔ مجھ سے یہ لوگ کیوں بخل کرتے ہیں۔ اگر خدا نہ چاہتا تو میں نہ آتا۔ بعض
دفعہ میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ میں درخواست کروں کہ خدا مجھے اس عہدہ
سے علیحدہ کرے اور میری جگہ کسی اَور کو اس خدمت سے ممتاز فرمائے پر ساتھ ہی
میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس سے زیادہ اَور کوئی سخت گناہ نہیں کہ میں
خدمت سپرد کردہ میں بزدلی ظاہر کروں۔ جس قدر میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں اُسی قدر
خدا تعالیٰ نے مجھے کھینچ کر آگے لے آتا ہے۔ میرے پر ایسی رات کوئی کم گذرتی ہے۔
جس میں مجھے یہ تسلی نہیں دی جاتی کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور میری آسمانی فوجیں
تیرے ساتھ ہیں۔ اگرچہ جو لوگ دل کے پاک ہیں مرنے کے بعد خدا کو دیکھیں گے۔
لیکن مجھے اُسی کے مُنہ کی قسم ہے کہ میں اب بھی اس کو دیکھ رہا ہوں۔ دنیا مجھ کو
نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ یہ ان لوگوں کی غلطی ہے
اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو

ص۱۲

[1] التکویر: ۵

مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اسکے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے۔ میں ہر روز اس بات کے لئے چشم پُرآب ہوں کہ کوئی میدان میں نکلے اور منہاج نبوت پر مجھ سے فیصلہ کرنا چاہے۔ پھر دیکھے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ مگر میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں ہاں غلام دستگیر ہمارے ملک پنجاب میں کفر کے لشکر کا ایک سپاہی تھا جو کام آیا۔ اب ان لوگوں میں سے اس کے مثل بھی کوئی نکلنا محال اور غیر ممکن ہے۔ اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب ملکر میرے ہلاک کرنے کے لئے دعائیں کریں۔ یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سُنیگا اور نہیں رُکے گا جبتک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہو تو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہونگے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور مُنہ ہوتے ہیں۔ اور صادقوں کے اَور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے۔ وہ خدمت جو عین وقت پر خداوند قدیر نے میرے سپرد کی ہے اور اسی کے لئے مجھے پیدا کیا ہے ہرگز ممکن نہیں کہ مَیں اس میں سُستی کروں اگرچہ آفتاب ایک طرف سے اور زمین ایک طرف سے باہم مل کر مجھے کچلنا چاہیں۔ انسان کیا ہے محض ایک کیڑا۔ اور بشر کیا ہے محض ایک مضغہ۔ پس کیونکر مَیں حیّ قیّوم کے حکم کو ایک کیڑے یا ایک مضغہ کے لئے ٹال دوں جسطرح

ص۱۵

خدا نے پہلے ماموریں اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا۔ اسی طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کرے گا۔ خدا کے ماموریں کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ مَیں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو۔

اب اس اشتہار سے میرا یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالےٰ نے اور نشانوں میں مخالفین پر حجت پوری کی ہے اسی طرح میں چاہتا ہوں کہ آیت لو تقول کے متعلق بھی حجت پوری ہو جائے۔✝ اسی جہت سے مَیں نے اس اشتہار کو پانسو روپیہ کے انعام کے ساتھ شائع کیا ہے اور اگر تسلّی نہ ہو تو مَیں یہ روپیہ کسی سرکاری بنک میں جمع کرا سکتا ہوں۔ اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے دوسرے ہم مشرب جن کے

✝ اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے حدیثوں کے رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ مگر افسوس کہ نہیں جانتے کہ جس حالت میں وہ اپنی چند ایسی حدیثوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے جو محض ظنّیات کا ذخیرہ اور مجروح اور مخدوش ہیں۔ اور نیز مخالف ان کی اور حدیثیں بھی ہیں اور قرآن بھی ان حدیثوں کو جھوٹی ٹھہراتا ہے تو پھر مَیں ایسے روشن ثبوت کو کیونکر چھوڑ سکتا ہوں جس کی ایک طرف قرآن شریف تائید کرتا ہے اور ایک طرف اس کی سچائی کی احادیث صحیحہ گواہ ہیں اور ایک طرف خدا کا وہ کلام گواہ جو مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک طرف پہلی کتابیں گواہ ہیں اور ایک طرف عقل گواہ ہے اور ایک طرف وہ صدہا نشان گواہ ہیں جو میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ پس حدیثوں کی بحث طریق تصفیہ نہیں ہے خدا نے مجھے اطلاع دیدی ہے کہ یہ تمام حدیثیں جو پیش کرتے ہیں تحریف معنوی یا لفظی میں آلودہ ہیں اور یا سرے سے موضوع ہیں اور جو شخص حَکَم ہو کر آیا ہے اس کا اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر ردّ کر دے۔ منہ

نام مَیں نے اس اشتہار میں لکھے ہیں اپنے اس دعوے میں صادق ہیں۔ یعنی اگر یہ بات صحیح ہے کہ کوئی شخص نبی یا رسول اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرکے اور کھلے کھلے طور پر خدا کے نام پر کلمات لوگوں کو سُنا کر پھر باوجود مفتری ہونے کے برابر تیئیس۲۳ برس تک جو زمانہ وحیِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے زندہ رہا ہے تو مَیں ایسی نظیر پیش کرنے والے کو بعد اس کے جو مجھے میرے ثبوت کے موافق یا قرآن کے ثبوت کے موافق ثبوت دے دے پانسو روپیہ نقد دیدوں گا اور اگر ایسے لوگ کئی ہوں۔ تو اُن کا اختیار ہوگا کہ وہ روپیہ باہم تقسیم کرلیں۔ اس اشتہار کے نکلنے کی تاریخ سے پندرہ روز تک ان کو مہلت ہے کہ دنیا میں تلاش کرکے ایسی نظیر پیش کریں۔

صفحہ ۱۶ افسوس کا مقام ہے کہ میرے دعویٰ کی نسبت جب مَیں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا مخالفوں نے نہ آسمانی نشانوں سے فائدہ اٹھایا اور نہ زمینی نشانوں سے کچھ ہدایت حاصل کی۔ خدا نے ہر ایک پہلو سے نشان ظاہر فرمائے پر دنیا کے فرزندوں نے اُنکو قبول نہ کیا۔ اب خدا کی اور ان لوگوں کی ایک کشتی ہے یعنی خدا چاہتا ہے کہ اپنے بندہ کی جس کو اس نے بھیجا ہے روشن دلائل اور نشانوں کے ساتھ سچائی ظاہر کرے اور یہ لوگ چاہتے ہیں کہ وہ تباہ ہو اس کا انجام بد ہو اور وہ اُن کی آنکھوں کے سامنے ہلاک ہو اور اس کی جماعت متفرق اور نابود ہو۔ تب یہ لوگ ہنسیں۔ اور خوش ہوں اور ان لوگوں کو تمسخر سے دیکھیں جو اس سلسلہ کی حمایت میں تھے۔ اور اپنے دل کو کہیں کہ تجھے مبارک ہو کہ آج تُو نے اپنے دشمن کو ہلاک ہوتے دیکھا اور اس کی جماعت کو تتر بتر ہوتے مشاہدہ کرلیا۔ مگر کیا ان کی مرادیں پوری ہوجائینگی اور کیا ایسا خوشی کا دن اُن پر آئے گا؟ اس کا یہی جواب ہے کہ اگر ان کے امثال پر آیا تھا تو ان پر بھی آئیگا۔ ابوجہل نے جب بدر کی لڑائی میں یہ دُعا کی تھی کہ اللّٰھم من کان منا کاذبًا فاحنہ فی ھذا الموطن یعنی اے خدا ہم دونوں میں سے

جو محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور میں ہوں جو شخص تیری نظر میں جھوٹا ہے اُس کو ایسے موقع قتال میں ہلاک کر تو کیا اس دُعا کے وقت اُس کو گمان تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ اور جب لیکھرام نے کہا کہ میری بھی مرزا غلام احمد کی موت کی نسبت ایسی ہی پیشگوئی ہے جیسا کہ اس کی۔ اور میری پیشگوئی پہلے پوری ہو جائیگی اور وہ مرے گا + تو کیا اس کو اس وقت اپنی نسبت گمان تھا کہ میں جھوٹا ہوں؟ پس منکر تو دنیا میں ہوتے ہیں پر بڑا بدبخت وہ منکر ہے جو مرنے سے پہلے معلوم نہ کر سکے کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس کیا خدا پہلے منکروں کے وقت میں قادر تھا اور اب نہیں؟ نعوذ باللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر ایک جو زندہ رہے گا وہ دیکھ لیگا کہ آخر خدا غالب ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ وہ خدا جس کا قوی ہاتھ زمینوں اور آسمانوں اور اُن سب چیزوں کو جو اُن میں ہیں تھامے ہوئے ہے وہ کب انسان کے ارادوں سے مغلوب ہو سکتا ہے اور آخر ایک دن آتا ہے جو وہ فیصلہ کرتا ہے۔ پس صادقوں کی یہی نشانی ہے کہ انجام انہیں کا ہوتا ہے۔ خدا اپنی تجلّیات کے ساتھ اُن کے دل پر نزول کرتا ہے۔ پس کیونکر وہ عمارت منہدم ہو سکے جس میں وہ حقیقی بادشاہ فروکش ہے۔ ٹھٹھا کرو جس قدر چاہو۔ گالیاں دو جس قدر چاہو اور ایذا اور تکلیف دہی کے منصوبے سوچو جس قدر چاہو۔ اور میرے استیصال کے لئے ہر ایک قسم کی تدبیریں

صفحہ ۱۷

+ ایسا ہی جب مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشہور کردیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دیدیا ہے کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائیگا تو کیا اُسکو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کیلئے لعنت کا نشانہ ہوجائیگا اور وہ پہلے مر کر دوسرے ہم مشربوں کا بھی مُنہ کالا کریگا۔ اور آئندہ ایسے مقابلات میں اُنکے مُنہ پر مُہر لگا دیگا اور بُزدل بنادے گا۔ منہ

اور مکر سوچو جسقدر چاہو پر یاد رکھو کہ عنقریب خدا تمہیں دکھلا دے گا کہ اُس کا ہاتھ غالب ہے۔ نادان کہتا ہے کہ مَیں اپنے منصوبوں سے غالب ہو جاؤں گا۔ مگر خدا کہتا ہے کہ اے لعنتی دیکھ مَیں تیرے سارے منصوبے خاک میں ملا دونگا۔ اگر خدا چاہتا تو ان مخالف مولویوں اور ان کے پَیرووُں کو آنکھیں بخشتا اور وہ ان وقتوں اور موسموں کو پہچان لیتے جن میں خدا کے مسیح کا آنا ضروری تھا۔ لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائیگا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائیگی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیشگوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔ افسوس یہ لوگ سوچتے نہیں کہ اگر یہ دعویٰ خدا کے امر اور ارادہ سے نہیں تھا تو کیوں اس مدعی میں پاک اور صادق نبیوں کی طرح بہت سے سچائی کے دلائل جمع ہو گئے؟ کیا وہ رات ان کیلئے ماتم کی رات نہیں تھی جس میں میرے دعوے کے وقت رمضان میں خسوف کسوف عین پیشگوئی کی تاریخوں میں وقوع میں آیا۔ کیا وہ دن ان پر مصیبت کا دن نہیں تھا جس میں لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا نے بارش کی طرح نشان برسائے مگر ان لوگوں نے آنکھیں بند کرلیں تا ایسا نہ ہو کہ دیکھیں اور ایمان لائیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یہ دعویٰ غیر وقت پر نہیں بلکہ عین صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا۔ اور یہ امر قدیم سے اور جب سے کہ بنی آدم پیدا ہوئے سنت اللہ میں داخل ہے کہ عظیم الشان مصلح صدی کے سر پر اور عین ضرورت کے وقت میں آیا کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد ساتویں صدی کے سر پر جبکہ تمام دنیا تاریکی میں پڑی تھی ظہور فرما ہوئے اور جب سات کو دُگنا کیا جائے

ص۱۸

تو چودہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا چودھویں صدی کا سر مسیح موعود کے لئے مقدر تھا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ جسقدر قوموں میں فساد اور بگاڑ حضرت مسیح کے زمانہ کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پیدا ہو گیا تھا اُس فساد سے وہ فساد دو چند ہے جو مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور جیساکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں خدا تعالےٰ نے ایک بڑا اصول جو قرآن شریف میں قائم کیا تھا اور اُسی کے ساتھ نصاریٰ اور یہودیوں پر حجت قائم کی تھی یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اُس کاذب کو جو نبوت یا رسالت اور مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے مہلت نہیں دیتا اور ہلاک کرتا ہے پس ہمارے مخالف مولویوں کی یہ کیسی ایمانداری ہے کہ مونہہ سے تو قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں مگر اس کے پیشکردہ دلائل کو ردّ کرتے ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف پر ایمان لا کر اسی اصول کو میرے صادق یا کاذب ہونے کا معیار ٹھہراتے تو جلد تر حق کو پا لیتے لیکن میری مخالفت کے لئے اب وہ قرآن شریف کے اس اصول کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے کہ مَیں خدا کا نبی یا رسول یا مامور من اللہ ہوں جس سے خدا ہم کلام ہو کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے وقتاً فوقتاً راہ راست کی حقیقتیں اس پر ظاہر کرتا ہے اور اس دعوے پر تیئیس ۲۳ یا پچیس ۲۵ برس گذر جائیں یعنی وہ میعاد گذر جائے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبوت کی میعاد تھی اور وہ شخص اس مدت تک فوت نہ ہو اور نہ قتل کیا جائے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ شخص سچا نبی یا سچا رسول یا خدا کی طرف سے سچا مصلح اور مجدد ہے اور حقیقت میں خدا اُس سے ہمکلام ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کفر ہے کیونکہ اس سے خدا کے کلام کی تکذیب و توہین لازم آتی ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حقّہ کے ثابت کرنے کے لئے اسی استدلال کو پکڑا ہے کہ اگر یہ شخص خدا تعالیٰ پر افترا کرتا تو مَیں اس کو ہلاک کر دیتا۔ اور تمام علماء

ص۱۹

جانتے ہیں کہ خدا کی دلیل پیشکردہ سے استخفاف کرنا بالاتفاق کفر ہے کیونکہ اس دلیل پر ٹھٹھا مارنا جو خدا نے قرآن اور رسول کی حقیّت پر پیش کی ہے مستلزم تکذیب کتاب اللہ و رسول اللہ ہے اور وہ صریح کفر ہے۔ مگر ان لوگوں پر کیا افسوس کیا جائے شاید ان لوگوں کے نزدیک خدا تعالیٰ پر افترا کرنا جائز ہو اور ایک بدظن کہہ سکتا ہے کہ شاید یہ تمام اصرار حافظ محمد یوسف صاحب کا اور ان کا ہر مجلس میں بار بار یہ کہنا کہ ایک انسان تیئیس برس تک خدا تعالیٰ پر افترا کر کے ہلاک نہیں ہوتا اس کا یہی باعث ہو کہ انہوں نے نعوذ باللہ چند افترا خدا تعالیٰ پر کئے ہوں اور کہا ہو کہ مجھے یہ خواب آئی یا مجھے یہ الہام ہوا اور پھر اب تک ہلاک نہ ہوئے تو دل میں یہ سمجھ لیا کہ خدا تعالیٰ کا اپنے رسول کریم کی نسبت یہ فرمانا کہ اگر وہ ہم پر افترا کرتا تو ہم اُس کی رگِ جان کاٹ دیتے یہ بھی صحیح نہیں ہے۔✽ اور خیال کیا کہ ہماری رگِ جان خدا نے کیوں نہ کاٹ دی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت رسولوں اور نبیوں اور مامورین کی نسبت ہے جو کروڑہا انسانوں کو اپنی طرف دعوت کرتے ہیں اور جن کے افترا سے دنیا تباہ ہوتی ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئیں مامور من اللہ ہونے کا دعوے کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کے لئے دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آئی اور یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اس میں جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست میں ہی پیدا ہوتا ہے اور نجاست میں ہی مر جاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہیں کہ خدا اُس کو یہ عزت دے

ضـ۲۰

✽ ہمیں حافظ صاحب کی ذات پر ہرگز یہ اُمید نہیں کہ نعوذ باللہ کبھی انہوں نے خدا پر افترا کیا ہو اور پھر کوئی سزا نہ پانے کی وجہ سے یہ عقیدہ ہو گیا ہو۔ ہمارا ایمان ہے کہ خدا پر افترا کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے۔ اور آخر وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ منہ

کہ تُو نے اگر میرے پر افترا کیا تو مَیں تجھے ہلاک کر دونگا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابلِ التفات نہیں۔ کوئی شخص اُس کی پیروی نہیں کرتا۔ کوئی اس کو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہیں سمجھتا۔ ماسوا اس کے یہ بھی ثابت کرنا چاہیئے کہ اس مفتریانہ عادت پر برابر تیئیس ۲۳ برس گذر گئے۔ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب کی بہت کچھ واقفیت نہیں مگر یہ بھی امید نہیں۔ خدا ان کے اندرونی اعمال بہتر جانتا ہے۔ ان کے دو قول تو ہمیں یاد ہیں اور سُنا ہے کہ اب اُن سے وہ انکار کرتے ہیں (۱) ایک یہ کہ چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں میں انہوں نے بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ غزنوی نے میرے پاس بیان کیا کہ آسمان سے ایک نور قادیان پر گرا اور میری اولاد اس سے بے نصیب رہ گئی۔ (۲) دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے انسانی تمثل کے طور پر ظاہر ہو کر ان کو کہا کہ مرزا غلام احمد حق پر ہے کیوں لوگ اس کا انکار کرتے ہیں۔ اب مجھے خیال آتا ہے کہ اگر حافظ صاحب ان دو واقعات سے اب انکار کرتے ہیں جن کو بار بار بہت سے لوگوں کے پاس بیان کر چکے ہیں تو نعوذ باللہ بے شک انہوں نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے✢۔ کیونکہ جو شخص سچ کہتا ہے اگر وہ مر بھی جائے تب بھی انکار نہیں کر سکتا جیسا کہ ان کے بھائی محمد یعقوب نے اب بھی صاف گواہی دے دی ہے کہ ایک خواب کی تعبیر میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے فرمایا تھا کہ وہ نُور جو دنیا کو روشن کریگا

✢ مَیں ہرگز قبول نہیں کرونگا کہ حافظ صاحب ان ہر دو واقعات سے انکار کرتے ہیں۔ ان واقعات کا گواہ نہ صرف مَیں ہوں بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت گواہ ہے اور کتاب ازالہ اوہام میں انکی زبانی مولوی عبداللہ صاحب کا کشف درج ہو چکا ہے۔ مَیں تو یقیناً جانتا ہوں کہ حافظ صاحب ایسا کذب صریح ہرگز زبان پر نہیں لائیں گے گو قوم کی طرف سے ایک بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ اُن کے بھائی محمد یعقوب نے تو انکار نہیں کیا تو وہ کیونکر کرینگے جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ منہ

وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ حافظ صاحب بھی بار باران دونوں قصوں کو بیان کرتے تھے۔ اور ہنوز وہ ایسے پیر فرتوت نہیں ہوئے تا یہ خیال کیا جائے کہ پیرانہ سالی کے تقاضا سے قوت حافظہ جاتی رہی۔ اور آٹھ سال سے زیادہ مدت ہوگئی جب مَیں حافظ صاحب کی زبانی مولوی عبد اللہ صاحب کے مذکورہ بالا کشف کو ازالہ اوہام میں شائع کر چکا ہوں۔ کیا کوئی عقل مند مان سکتا ہے کہ مَیں ایک جھوٹی بات اپنی طرف سے لکھ دیتا اور حافظ صاحب اس کتاب کو پڑھ کر پھر خاموش رہتے۔ کچھ عقل وفکر میں نہیں آتا کہ حافظ صاحب کو کیا ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مصلحت سے عمداً گواہی کو چھپاتے ہیں اور نیک نیتی سے ارادہ رکھتے ہیں کہ کسی اور موقعہ پر اس گواہی کو ظاہر کر دونگا۔ مگر زندگی کتنے روز ہے۔ اب بھی اظہار کا وقت ہے۔ انسان کو اس سے کیا فائدہ کہ اپنی جسمانی زندگی کے لئے اپنی رُوحانی زندگی پر چھری پھیر دے۔ مَیں نے بہت دفعہ حافظ صاحب سے یہ بات سُنی تھی کہ وہ میرے مصدقین میں سے ہیں اور مکذب کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہیں۔ اور اسی میں بہت سا حصہ اُن کی عمر کا گذر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں بھی سُناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔ مگر کیوں پھر دنیا کی طرف جھک گئے۔ لیکن ہم اب تک اس بات سے نومید نہیں ہیں کہ خدا ان کی آنکھیں کھولے اور یہ امید باقی ہے جب تک کہ وہ اسی حالت میں فوت نہ ہو جائیں۔

اور یاد رہے کہ خاص موجب اِس اشتہار کے شائع کرنے کا وہی ہیں کیونکہ ان دنوں میں سب سے پہلے اُنہی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کی یہ دلیل کہ ”اگر یہ نبی جھوٹے طور پر وحی کا دعوٰی کرتا تو مَیں اس کو ہلاک کر دیتا“۔ یہ کچھ چیز نہیں ہے بلکہ بہتیرے ایسے مفتری دنیا میں پائے جاتے ہیں جنہوں نے تیئیس[۲۳] برس

ص۲۱

سے بھی زیادہ مدت تک نبوت یا رسالت یا مامور من اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر کے خدا پر افترا کیا اور اب تک زندہ موجود ہیں۔ حافظ صاحب کا یہ قول ایسا ہے کہ کوئی مومن اس کی برداشت نہیں کرے گا مگر وہی جس کے دل پر خدا کی لعنت ہو۔ کیا خدا کا کلام جھوٹا ہے؟! و من اظلم من الذی کذّب کتاب اللّٰہ ۔ الا ان قول اللّٰہ حقّ والا ان لعنۃ اللّٰہ علی المکذبین ۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ اُس نے منجملہ اور نشانوں کے یہ نشان بھی میرے لئے دکھلایا کہ میرے وحی اللہ پانے کے دن سیدنا محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے دنوں سے برابر کئے۔ جب سے کہ دنیا شروع ہوئی ایک انسان بھی بطور نظیر نہیں ملیگا جس نے ہمارے سید و سردار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح تیئیس برس پائے ہوں اور پھر وحی اللہ کے دعوے میں جھوٹا ہو۔ یہ خدا تعالےٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص عزّت دی ہے جو اُن کے زمانہ نبوت کو بھی سچائی کا معیار ٹھہرا دیا ہے۔ پس اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعوے پر تیئیس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اس کی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی اللہ پانے کی مدت اُس شخص کو مل سکے جس شخص کو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔ ہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ درحقیقت اس شخص نے وحی اللہ پانے کے دعویٰ میں تیئیس برس کی مدت حاصل کر لی اور اس مدت میں آخیر تک کبھی خاموش نہیں رہا اور نہ اس دعویٰ سے دست بردار ہوا۔ سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جس کو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تیئیس برس کی مدت دی گئی ہے۔ اور تیئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔ اس کے ثبوت کے لئے اوّل

ص۲۲

میں براہین احمدیہ کے وہ مکالمات الٰہیہ لکھتا ہوں جو اکیس برس سے براہین احمدیہ میں چھپ کر شائع ہوئے اور سات آٹھ برس پہلے زبانی طور پر شائع ہوتے رہے جن کی گواہی خود براہین احمدیہ سے ثابت ہے اور پھر اس کے بعد چند وہ مکالماتِ الٰہیہ لکھوں گا جو براہین احمدیہ کے بعد وقتاً فوقتاً دوسری کتابوں کے ذریعہ سے شائع ہوتے رہے سو براہین احمدیہ میں یہ کلمات اللہ درج ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوئے اور میں صرف نمونہ کے طور پر اختصار کر کے لکھتا ہوں بمفصل دیکھنے کے لئے براہین موجود ہے۔

ص۲۳

وہ مکالماتِ الٰہیہ جن سے مجھے مشرف کیا گیا

اور براہین احمدیہ میں درج ہیں۔

بشریٰ لک احمدی۔ انت مرادی ومعی۔ غرست لک قدرتی بیدی سرّک سرّی۔ انت وجیہ فی حضرتی۔ اخترتک لنفسی انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی۔ فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ بورکت یا احمد۔ وکان ما بارک اللّٰہ فیک حقا فیک۔ الرحمٰن علم القراٰن لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین۔ قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین۔ وما کان اللّٰہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب وان علیک رحمتی فی الدنیا والدین۔ وانک الیوم لدینا مکین امین۔ وانک من المنصورین وانت منی بمنزلة لا یعلمھا الخلق۔ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنّة۔ یا اٰدم اسکن

انت و زوجك الجنة ـ هذا من رحمة ربك ليكون اٰية للمومنين ـ اردت ان
استخلف فخلقت اٰدم ليقيم الشريعة ويحي الدين جري الله في حلل الانبياء
وجيه في الدنيا والاٰخرة ومن المقربين ـ كنت كنزًا مخفيا فاحببت ان اعرف
و لنجعله اٰية للناس ورحمة منا وكان امرا مقضيا ـ يا عيسى انى متوفيك
ورافعك الىّ ومطهّرك من الذين كفروا وجاعل الذين اتبعوك فوق
الذين كفروا الى يوم القيامة ـ ثلة من الاولين وثلة من الاٰخرين يخوفونك
من دونه ـ يعصمك الله من عنده ولو لم يعصمك الناس ـ وكان ربك
قديرا ـ يحمدك الله من عرشه ـ نحمدك ونصلى ـ وانا كفينــاك
المستهزئين ـ وقالوا ان هو الا افك افترىٰ ـ وما سمعنا بهذا فى اٰباءنا
الاوّلين ـ ولقد كرّمنا بنى اٰدم و فضّلنا بعضهم على بعض ـ كذالك
لتكون اٰية للمومنين ـ وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم ظلما و علوا
قل عندى شهادة من الله فهل انتم مومنون ـ قل عندى شهادة من الله
فهل انتم مسلمون ـ وقالوا انّٰى لك هٰذا ان هٰذا الّا سحرٌ يوثر ـ و
ان يروا اٰية يعرضوا ويقولوا سحرٌ مستمر ـ كتب الله لاغلبن انا و رسلى
والله غالب على امره ولكن اكثر الناس لا يعلمون ـ هوالذى ارسل
رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله لا مبدل لكلمات الله
والذين اٰمنوا ولم يلبسوا ايمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون ـ
ولا تخاطبنى فى الذين ظلموا انهم مغرقون ـ وان يتخذونك الا هزوا
اهٰذا الذى بعث الله ـ وينظرون اليك وهم لا يبصرون ـ واذ يمكر
بك الذى كفّر ـ اوقد لى يا هامان لعلى اطلع على اله موسىٰ وانى لاظنه
من الكاذبين ـ تبّت يدا ابى لهب وتب ما كان له ان يدخل فيها الّا خائفًا

ص ۴۲

وما اصابك فمن الله - الفتنة ھٰھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم - الا انّھا فتنة من الله ليحبّ حبّا جمّا - حبًّا من الله العزیز الاکرم - عطاءً غیر مجذوذ - ونی الله اجرك ویرضی عنك ربّك ویتمّ اسمك - وعسٰی ان تحبّوا شیئًا وھو شرّ لکم وعسٰی ان تکرھوا شیئًا وھو خیر لکم - والله یعلم وانتم لا تعلمون٭

ترجمہ:- اے میرے احمد تجھے بشارت ہو۔ تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے میں نے اپنے ہاتھ سے تیرا درخت لگایا۔ تیرا بھید میرا بھید ہے اور تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے اپنے لئے تجھے چُنا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وقت آ گیا ہے کہ تو مدد دیا جائے۔ اور لوگوں میں تیرے نام کی شہرت دی جائے۔ اے احمد! تیرے لبوں میں نعمت یعنی حقائق اور معارف جاری ہیں۔ اے احمد! تُو برکت دیا گیا۔ اور یہ برکت تیرا ہی حق تھا خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی قرآن کے ان معنوں پر اطلاع دی جن کو لوگ بھول گئے تھے تاکہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے بے خبر گذر گئے اور تاکہ مجرموں پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ ان کو کہہ دے کہ میں اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی وحی اور حکم سے یہ سب باتیں کہتا ہوں اور میں اس زمانہ میں تمام مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت کرتے ہو

ص۲۵

٭ اس قدر الہامات ہم نے براہین احمدیہ سے بطور اختصار لکھے ہیں۔ اور چونکہ کئی دفعہ کئی ترتیبوں کے رنگ میں یہ الہامات ہو چکے ہیں۔ اس لئے فقرات جوڑنے میں ایک خاص ترتیب کا لحاظ نہیں۔ ہر ایک ترتیب فہم ملہم کے مطابق الہامی ہے۔ منہ

تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ اور یہ لوگ مکر کرینگے اور خدا بھی مکر کرے گا۔ اور خدا بہتر مکر کرنے والا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں کریگا کہ وہ تجھے چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرلے۔ اور تیرے پر دنیا اور دین میں میری رحمت ہے اور تو آج ہماری نظر میں صاحب مرتبہ ہے۔ اور ان میں سے ہے جن کو مدد دی جاتی ہے۔ اور مجھ سے تو وہ مقام اور مرتبہ رکھتا ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔ اے احمد! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ اے آدم! اپنے زوج کے ساتھ بہشت میں داخل ہو۔ یعنی ہر ایک جو تجھ سے تعلق رکھنے والا ہے گو وہ تیری بیوی

☆ یہ مقام ہماری جماعت کے لئے سوچنے کا مقام ہے کیونکہ اس میں خداوند قدیر فرماتا ہے کہ خدا کی محبت اسی سے وابستہ ہے کہ تم کامل طور پر پیرو ہو جاؤ اور تم میں ایک ذرہ مخالفت باقی نہ رہے اور اسجگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے کیونکہ جو شخص خدا سے براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے جیسا کہ نبیوں سے کیا اُس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزون نہیں ہے بلکہ یہ نہایت فصیح استعارہ ہے اسی وجہ سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آگیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنے میکائیل کے ہیں خدا کی مانند۔ یہ گویا اس الہام کے مطابق ہے جو براہین احمدیہ میں ہے انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس۔ یعنی تو مجھ سے ایسا قرب رکھتا ہے اور ایسا ہی میں تجھے چاہتا ہوں جیسا کہ اپنی توحید اور تفرید کو۔ سو جیسا کہ مَیں اپنی توحید کی شہرت چاہتا ہوں ایسا ہی تجھے دنیا میں مشہور کرونگا اور ہر یک جگہ جو میرا نام جائیگا تیرا نام بھی ساتھ ہوگا۔ منہ

ہے یا تیرا دوست ہے نجات پائے گا اور اس کو بہشتی زندگی ملے گی۔ اور آخر بہشت میں داخل ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے ارادہ کیا کہ زمین پر اپنا جانشین پیدا کروں۔ سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ یہ آدم شریعت کو قائم کریگا اور دین کو زندہ کر دے گا۔ یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے لباس میں۔ دنیا اور آخرت میں وجیہہ اور خدا کے مقربوں میں سے۔ میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں اور ہم اس اپنے بندہ کو اپنا ایک نشان بنائیں گے اور اپنی رحمت کا ایک نمونہ کریں گے۔ اور ابتداء سے یہی مقدر تھا۔ اے عیسیٰ میں تجھے طبعی طور پر وفات دونگا یعنی تیرے مخالف تیرے قتل پر قادر نہیں ہوسکیں گے۔ اور میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یعنی دلائل واضحہ سے اور کھلے کھلے نشانوں سے ثابت کر دونگا کہ تو میرے مقربوں میں سے ہے اور ان تمام الزاموں سے تجھے پاک کرونگا جو تیرے پر منکر لوگ لگاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے تیرے پیرو ہونگے میں اُن کو اُن دوسرے گروہ پر قیامت تک غلبہ اور فوقیت دونگا جو تیرے مخالف ہونگے۔ تیرے تابعین کا ایک گروہ پہلوں میں سے ہوگا اور ایک گروہ پچھلوں میں سے۔ لوگ تجھے اپنی شرارتوں سے ڈرائیں گے پر خدا تجھے دشمنوں کی شرارت سے آپ بچائیگا گو لوگ نہ بچاویں اور تیرا خدا قادر ہے۔ وہ عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ یعنی لوگ جو گالیاں نکالتے ہیں اُن کے مقابل پر خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ اور جو ٹھٹھا کرنے والے ہیں اُن کے لئے ہم اکیلے کافی ہیں۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو جھوٹا افترا ہے جو اس شخص نے کیا۔ ہم نے اپنے باپ دادوں سے ایسا نہیں سُنا یہ نادان نہیں جانتے کہ کسی کو کوئی مرتبہ دینا خدا پر مشکل نہیں۔ ہم نے انسانوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ پس اسی طرح اس شخص کو یہ مرتبہ عطا فرمایا۔ تاکہ مومنوں کے لئے نشان ہو۔ مگر خدا کے نشانوں سے ان لوگوں نے انکار کیا۔ دِل

تو مان گئے مگر یہ انکار تکبر اور ظلم کی وجہ سے تھا۔ ان کو کہدے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے۔ پس کیا تم مانتے نہیں۔ پھر ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خاص خدا کی طرف سے گواہی ہے۔ پس کیا تم قبول نہیں کرتے۔ اور جب نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک معمولی امر ہے جو قدیم سے چلا آتا ہے (واضح ہو کہ آخری فقرہ اس الہام کا وہ آیت ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ جب کفار نے شق القمر دیکھا تھا تو یہی عذر پیش کیا تھا کہ یہ ایک کسوف کی قسم ہے ہمیشہ ہوا کرتا ہے کوئی نشان نہیں۔ اب اس پیشگوئی میں خدا تعالیٰ نے اس کسوف خسوف کی طرف اشارہ فرمایا جو اس پیشگوئی سے کئی سال بعد میں وقوع میں آیا جو کہ مہدی معہود کے لئے قرآن شریف اور حدیث دار قطنی میں بطور نشان مندرج تھا اور یہ بھی فرمایا کہ اس کسوف خسوف کو دیکھکر منکر لوگ یہی کہیں گے کہ یہ کچھ نشان نہیں یہ ایک معمولی بات ہے۔ یاد رہے کہ قرآن شریف میں اس کسوف خسوف کی طرف آیت جمع الشمس والقمر[1] میں اشارہ ہے اور حدیث میں اس کسوف خسوف کے بارے میں امام باقر کی روایت ہے۔ جس کے یہ لفظ ہیں کہ ان لمھدینا اٰیتین۔ اور عجیب تر بات یہ کہ براہین احمدیہ میں واقعہ کسوف خسوف سے قریباً پندرہ برس پہلے اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اس کے ظہور کے وقت ظالم لوگ اس نشان کو قبول نہیں کرینگے اور کہیں گے کہ یہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ حالانکہ ایسی صورت جب سے کہ دنیا ہوئی کبھی پیش نہیں آئی کہ کوئی مہدی کا دعویٰ کرنے والا ہو اور اس کے زمانہ میں کسوف خسوف ایک ہی مہینہ میں یعنی رمضان میں ہو۔ اور یہ فقرہ جو دو مرتبہ فرمایا گیا کہ قل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون۔ وقل عندی شھادۃ من اللّٰہ فھل انتم مسلمون

[1] القیامۃ : ۱۰

اِس میں ایک شہادت سے مراد کسوف شمس ہے اور دوسری شہادت سے مراد خسوف قمر ہے۔) اور پھر فرمایا کہ خدا نے قدیم سے لکھ رکھا ہے یعنی مقرر کر رکھا ہے کہ مَیں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے۔ یعنی گو کسی قسم کا مقابلہ آپڑے جو لوگ خدا کی طرف سے ہیں وہ مغلوب نہیں ہونگے اور خدا اپنے ارادوں پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو بدل دے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم سے آلودہ نہیں کیا ان کو ہر ایک بلا سے امن ہے اور وہی ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ کلام نہ کر وہ تو ایک غرق شدہ قوم ہے اور تجھے ان لوگوں نے ایک ہنسی کی جگہ بنا رکھا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ کیا یہی ہے جو خدا نے مبعوث فرمایا۔ اور تیری طرف دیکھتے ہیں اور تو انہیں نظر نہیں آتا۔ اور یاد کر وہ وقت جب تیرے پر ایک شخص سراسر مکر سے تکفیر کا فتوٰی دے گا۔ (یہ ایک پیشگوئی ہے جس میں ایک بدقسمت مولوی کی نسبت خبر دی گئی ہے کہ ایک زمانہ آتا ہے جب کہ وہ مسیح موعود کی نسبت تکفیر کا کاغذ تیار کرے گا) اور پھر فرمایا کہ وہ اپنے بزرگ ہامان کو کہے گا کہ اس تکفیر کی بنیاد تو ڈال کہ تیرا اثر لوگوں پر بہت ہے اور تو اپنے فتوٰی سے سب کو افروختہ کر سکتا ہے۔ سو تو سب سے پہلے اس کفرنامہ پر مہر لگا تا سب علماء بھڑک اُٹھیں۔ اور تیری مہر کو دیکھ کر وہ بھی مہریں لگا دیں اور تاکہ میں دیکھوں کہ خدا اس شخص کے ساتھ ہے یا نہیں۔ کیونکہ میں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں (تب اس نے مہر لگا دی) ابولہب ہلاک ہو گیا اور اس کے

۲۸

دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے ✢ (ایک وہ ہاتھ جس کے ساتھ تکفیر نامہ کو پکڑا اور دوسرا وہ ہاتھ جس کے ساتھ مُہر لگائی یا تکفیر نامہ لکھا ۔) اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ اس کام میں دخل دیتا مگر ڈرتے ڈرتے ۔ اور جو تجھے رنج پہنچے گا وہ تو خدا کی طرف سے ہے ۔ جب وہ ہامان تکفیر نامہ پر مُہر لگا دے گا تو بڑا فتنہ برپا ہوگا ۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا (یہ اشارہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت ہے کہ اُن پر بھی یہود کے پلید طبع مولویوں نے کفر کا فتویٰ لکھا تھا ۔ اور اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ یہ تکفیر اس لئے ہوگی کہ تا اس امر میں بھی حضرت عیسٰی سے مشابہت پیدا ہو جائے اور اس الہام میں خدا تعالیٰ نے استفتاء لکھنے والے کا نام فرعون رکھا

✢ اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے ۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو ۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلّی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا ۔ پس تم ایسا ہی کرو ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو ۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں ۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو ۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے اور ہر یک حال میں مجھے حَکم ٹھیراتا ہے اور ہر یک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے ۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے ۔ پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا اسلئے آسمان پر اس کی عزت نہیں ۔ منہ

اور فتویٰ دینے والے کا نام جس نے اوّل فتویٰ دیا ہامان۔ پس تعجب نہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ہامان اپنے کفر پر مرے گا لیکن فرعون کسی وقت جب خدا کا ارادہ ہو کہے گا اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ[1] اور پھر فرمایا کہ یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت محبت کرے جو دائمی محبت ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگی اور خدا میں تیرا اجر ہے خدا تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کریگا۔ بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم چاہتے ہو مگر وہ تمہارے لئے اچھی نہیں اور بہت ایسی باتیں ہیں کہ تم نہیں چاہتے اور وہ تمہارے لئے اچھی ہیں۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ تکفیر ضروری تھی۔ اور اس میں خدا کی حکمت تھی۔ مگر افسوس ان پر جن کے ذریعہ سے یہ حکمت اور مصلحت الٰہی پوری ہوئی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتے تو اچھا تھا۔

اس قدر الہام تو ہم نے بطور نمونہ کے براہین احمدیہ میں سے لکھے ہیں۔ لیکن اس اکیس برس کے عرصہ میں براہین احمدیہ سے لیکر آجتک میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں۔ اور ساٹھ ہزار کے قریب اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں اور وہ سب میری طرف سے بطور چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں۔ اور ان سب میں میری مسلسل طور پر یہ عادت رہی ہے کہ اپنے جدید الہامات ساتھ ساتھ شائع کرتا رہا ہوں اس صورت میں ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ ایک مدت دراز کا زمانہ ابتدائے دعویٰ ماموریت من اللہ ہونے سے آج تک کیسی شبا روزی سرگرمی سے گذرا ہے۔ اور خدا نے نصرت اِس وقت تک مجھے زندگی بخشی بلکہ ان تالیفات کے لئے صحت بخشی مال عطا کیا۔ وقت عنایت فرمایا۔ اور الہامات میں خدا تعالےٰ کی مجھ سے یہ عادت نہیں کہ صرف معمولی مکالمہ الٰہیہ ہو بلکہ اکثر الہامات میرے پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور دشمنوں کے بد ارادوں کا اُن میں جواب ہے۔ مثلاً چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن میری موت کی تمنا کرینگے تا یہ نتیجہ نکالیں کہ جھوٹا تھا تبھی جلد مرگیا۔ اس لئے پہلے ہی سے اُس نے

[1] یونس : ۹۱

مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ ثمانین حولا او قریبا من ذالک او تزید علیہ سنینا۔ و تریٰ نسلا بعیدًا یعنی تیری عمر اسّی برس کی ہوگی یا دو چار کم یا چند سال زیادہ اور تو اس قدر عمر پائے گا کہ ایک دُور کی نسل کو دیکھ لے گا۔ اور یہ الہام قریبًا پینتیس۳۵ برس سے ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کرینگے کہ یہ شخص جھوٹوں کی طرح مہجور اور مخذول رہے اور زمین پر اس کی قبولیت پیدا نہ ہو تا یہ نتیجہ نکال سکیں کہ وہ قبولیت جو صادقین کے لئے شرط ہے اور اُن کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے اس شخص کو نہیں دی گئی لہٰذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں فرما دیا۔ ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یاتون من کل فج عمیق۔ والملوک یتبرکون بثیابک۔ اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح وانتھٰی امر الزمان الینا الیس ھٰذا بالحق۔ یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا۔ وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئیں گے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ جب ہماری مدد اور فتح آجائیگی تب مخالفین کو کہا جائے گا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار۔*

ص۳۰

* ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامنگیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہوگیا اس لئے پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر یک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کرونگا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہُوا تنزل الرحمۃ علٰی ثلث العین و علی الاخریین۔ یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائیگی۔ اور نزول الماء وغیرہ سے جس سے نورِ بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں

ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کرینگے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے۔ تا نادانوں کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہو۔ لہٰذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی کہ ینقطع اٰباءُک ویبدء منک یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی۔ اور ان کے ذکر کا نام و نشان نہ رہے گا۔ اور خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا۔ اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی اسی مناسبت سے خدا نے براہین احمدیہ میں میرا نام ابراہیم رکھا جیسا کہ فرمایا سلام علی ابراھیم صافیناہ ونجیناہ من الغم۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ قل رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ یعنی سلام ہے ابراہیم پر (یعنی اس عاجز پر) ہم نے اس سے خالص دوستی کی اور ہر ایک غم سے اس کو نجات دیدی۔ اور تم جو پیروی کرتے ہو تم اپنی نماز گاہ ابراہیم کے قدموں کی جگہ بناؤ۔ یعنی کامل پیروی کرو تا نجات پاؤ۔ اور پھر فرمایا کہ اے میرے خدا! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو بہتر وارث ہے۔ اس الہام میں یہ اشارہ ہے کہ خدا اکیلا نہیں چھوڑے گا اور ابراہیم کی طرح کثرت نسل کرے گا اور بہتیرے اس نسل سے برکت پائیں گے۔ اور یہ جو فرمایا کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ ابراہیم جو بھیجا گیا تم اپنی

۳۱

بقیہ حاشیہ: جن کی خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی اُن پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی اور ان کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئیگا۔ اب بولو تم نے دنیا میں کس کذّاب کو دیکھا کہ اپنی عمر بتلاتا ہے۔ اپنی صحت بصری اور دوسرے دو اعضائے صحت کا آخیر عمر تک دعویٰ کرتا ہے۔ ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کرینگے اُس نے پہلے سے براہین میں خبر دیدی یعصمک اللّٰہ ولو لم یعصمک الناس۔ منہ

عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجا لاؤ۔ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔ اور جیسا کہ آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد[1] میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا* جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور پر دین کو پھیلائیگا۔ ایسا ہی یہ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی[2] اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔

ص۳۲

اب ہم بطور نمونہ چند الہامات دوسری کتابوں میں سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں صفحہ ۶۳۴ سے اخیر تک اور نیز دوسری کتابوں میں یہ الہام ہیں:۔ جعلناک المسیح ابن مریم۔ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ یہ کہیں گے کہ ہم نے پہلوں سے ایسا نہیں سُنا۔ سو تو ان کو جواب دے کہ تمہارے معلومات وسیع نہیں تم ظاہر لفظ اور الہام پر قانع ہو۔ اور پھر ایک اور الہام ہے اور وہ یہ ہے۔ الحمد للہ الذی

* یاد رہے کہ جیسا کہ خدا تعالیٰ کے دو ہاتھ جلالی و جمالی ہیں اسی نمونہ پر چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جلّ شانہٗ کے مظہر اتم ہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے آپ کو بھی وہ دونوں ہاتھ رحمت اور شوکت کے عطا فرمائے۔ جمالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ قرآن شریف میں ہے وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین[3] یعنی ہم نے تمام دنیا پر رحمت کر کے تجھے بھیجا ہے اور جلالی ہاتھ کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی[4] اور چونکہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ دونوں صفتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اپنے اپنے وقتوں میں ظہور پذیر ہوں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے صفت جلالی کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا اور صفت جمالی کو مسیح موعود اور اس کے گروہ کے ذریعہ سے کمال تک پہنچایا۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم[5]۔ منہ

[1] الصف: ۷ [2] البقرۃ: ۱۲۶ [3] الانبیاء: ۱۰۸ [4] الانفال: ۱۸ [5] الجمعۃ: ۴

جعلک المسیح ابن مریم۔ انت الشیخ المسیح الذی لایضاع وقتہ۔ کمثلک دُرٌ لایُضاع۔ یعنی خدا کی سب حمد ہے جس نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا۔ تُو وہ شیخ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں کیا جاتا۔ اور پھر فرمایا۔ لنحیینک حیوٰۃ طیبۃ ثمانین حولا او قریبًا من ذالک۔ و ترٰی نسلا بعیدا مظہر الحق والعلاء۔ کان اللّٰہ نزل من السماء۔ یعنی ہم تجھے ایک پاک اور آرام کی زندگی عنایت کرینگے۔ اسّی برس یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ اور تو ایک دُور کی نسل دیکھے گا۔ بلندی اور غلبہ کا مظہر گویا خدا آسمان سے نازل ہُوا۔ اور پھر فرمایا۔ یاتی قمر الانبیاء و امرک یتاتی ما انت ان تترک الشیطان قبل ان تغلبہ۔ الفوق معک والتحت مع اعداءک۔ یعنی نبیوں کا چاند چڑھے گا اور تُو کامیاب ہو جائے گا۔ تُو ایسا نہیں کہ شیطان کو چھوڑ دے قبل اس کے کہ اُسپر غالب ہو۔ اور اوپر رہنا تیرے حصّہ میں ہے اور نیچے رہنا تیرے دشمنوں کے حصہ میں۔ اور پھر فرمایا۔ انی مھین من اراد اھانتک۔ وما کان اللّٰہ لیترکک حتی یمیز الخبیث من الطیب۔ سبحان اللّٰہ انت وقارہ۔ فکیف یترکک۔ انی انا اللّٰہ فاخترنی۔ قل رب انی اخترتک علی کل شیء۔ ترجمہ:۔ مَیں اس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتا ہے اور مَیں اس کو مدد دونگا جو تیری مدد کرتا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرلے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تُو اس کا وقار ہے پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ مَیں ہی خدا ہوں۔ تو سراسر میرے لئے ہو جا۔ تو کہہ اے میرے رب مَیں نے تجھے ہر چیز پہ اختیار کیا۔ اور پھر فرمایا۔ سیقول العدوّ لست مرسلا۔ سنأخذہ من مارن او خرطوم۔ وانا من الظالمین منتقمون۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً۔

یوم یعض الظالم علی یدیہ یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا۔ و قالوا سیقلب الامر وما کانوا علی الغیب مطلعین۔ انا انزلناک و کان اللّٰہ قدیرا۔ یعنی دشمن کہے گا کہ تو خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ ہم اس کو ناک سے پکڑینگے۔ یعنی دلائل قاطعہ سے اس کا دم بند کر دینگے۔ اور ہم جزا کے دن ظالموں سے بدلہ لیں گے۔ میں اپنی فوجوں کے ساتھ تیرے پاس ناگہانی طور پر آؤں گا۔ یعنی جس گھڑی تیری مدد کی جائیگی اُس گھڑی کا تجھے علم نہیں۔ اور اُس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہ کاش میں اس خدا کے بھیجے ہوئے سے مخالفت نہ کرتا اور اس کے ساتھ رہتا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت متفرق ہو جائیگی اور بات بگڑ جائیگی۔ حالانکہ انکو غیب کا علم نہیں دیا گیا۔ تو ہماری طرف سے ایک برہان ہے اور خدا قادر تھا کہ ضرورت کے وقت میں اپنی برہان ظاہر کرتا۔ اور پھر فرمایا۔ انا ارسلنا احمد الیٰ قومہ فاعرضوا وقالوا کذاب اشر۔ وجعلوا یشھدون علیہ و یسیلون کماء منھمر۔ ان حِبّی قریب مستتر۔ یاتیک نصرتی انی انا الرحمٰن۔ انت قابل یاتیک وابل۔ انی حاشر کل قوم یاتونک جنبا وانی انرت مکانک۔ تنزیل من اللّٰہ العزیز الرحیم۔ بلجت اٰیاتی۔ ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المومنین سبیلا۔ انت مدینۃ العلم طیّب مقبول الرحمٰن۔ وانت اسمی الاعلیٰ۔ بشریٰ لک فی ھٰذہ الایام۔ انت منّی یا ابراھیم۔ انت القائم علی نفسہ مظھر الحیّ وانت منی مبدء الامر۔ انت من مآءنا وھم من فشل۔ ام یقولون نحن جمیع منتصر۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ الحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھر والنسب۔ انذر قومک وقل انی نذیر مبین۔ انا اخرجنا لک زروعا یا ابراھیم۔ قالوا لنھلکنّک قال لاخوف علیکم لاغلبن انا

۳۲

درسلی - وانی مع الافواج اٰتیک بغتۃ - وانی اموج موج البحر - ان فضل اللّٰہ لاٰت - ولیس لاحد ان یرد ما اتی - قل ای وربی انہ لحق لا یتبدّل ولا یخفی - وینزل ما تعجب منہ وحی من رب السمٰوٰت العلی - لا الٰہ الا ھو یعلم کل شئ ویری - ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم یحسنون الحسنیٰ تفتّح لھم ابواب السماء ولھم بشری فی الحیٰوۃ الدنیا - انت تربی فی حجر النبی + وانت تسکن قنن الجبال - وانی معک فی کل حال - ترجمہ :- ہم نے احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا - تب لوگوں نے کہا کہ یہ کذاب ہے اور انہوں نے اس پر گواہیاں دیں اور سیلاب کی طرح اس پر گرے - اس نے کہا کہ میرا دوست قریب ہے مگر پوشیدہ - تجھے میری مدد آئیگی میں رحمان ہوں - تو قابلیت رکھتا ہے - اس لئے تو ایک بزرگ بارش کو پائیگا - میں ہر ایک قوم میں سے گروہ کے گروہ تیری طرف بھیجوں گا - میں نے تیرے مکان کو روشن کیا - یہ اس خدا کا کلام ہے جو عزیز اور رحیم ہے - اور اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہم جانیں کہ یہ خدا کا کلام ہے تو ان کے لئے یہ علامت ہے کہ یہ کلام نشانوں کے ساتھ اُترا ہے اور خدا ہرگز کافروں کو یہ موقع نہیں دیگا کہ مومنوں پر کوئی واقعی اعتراض کر سکیں - تو علم کا شہر ہے طیّب اور خدا کا مقبول -

+ بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے - اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کی کنارِ عاطفت میں پرورش پاتا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک الذی[۱] من علم و تعلم - یعنی بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا یعنی سیدنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس نے اس سے تعلیم پائی تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسا ہی تعلیم پانے والے کا الہام بھی عربی میں چاہیئے تا مناسبت ضائع نہ ہو - منہ

[۱] لفظ الذی سہو کاتب ہے - براہین احمدیہ میں یہ لفظ ۸۲ نہیں ہے - مصحح

اور تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔ تجھے ان دنوں میں خوشخبری ہو۔ اے ابراہیم! تو مجھ سے ہے۔ تو خدا کے نفس پر قائم ہے۔ زندہ خدا کا مظہر۔ اور تو مجھ سے امر مقصود کا مبدء ہے اور تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک بڑی جماعت ہیں انتقام لینے والے۔ یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیرلیں گے۔ وہ خدا قابل تعریف ہے جس نے تجھے دامادی اور آبائی عزت بخشی۔ اپنی قوم کو ڈرا اور کہہ کہ میں خدا کی طرف سے ڈرانے والا ہوں۔ ہم نے کئی کھیت تیرے لئے تیار کر رکھے ہیں اے ابراہیم! اور لوگوں نے کہا کہ ہم تجھے ہلاک کرینگے مگر خدا نے اپنے بندہ کو کہا کہ کچھ خوف کی جگہ نہیں۔ میں اور میرے رسول غالب ہونگے۔ اور میں اپنی فوجوں کے ساتھ عنقریب آؤں گا۔ میں سمندر کی طرح موج زنی کرونگا خدا کا فضل آنے والا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو رد کر سکے اور کہہ خدا کی قسم یہ بات سچ ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوگی اور نہ وہ چھپی رہے گی اور وہ امر نازل ہوگا جس سے تو تعجب کرے گا۔ یہ خدا کی وحی ہے جو اونچے آسمانوں کا بنانے والا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اور وہ خدا اُن کے ساتھ ہے جو اُس سے ڈرتے ہیں اور نیکی کو نیک طور پر ادا کرتے ہیں اور اپنے نیک عملوں کو خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ وہی ہیں جن کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور دنیا کی زندگی میں بھی ان کو بشارتیں ہیں تو نبی کی کنار عاطفت میں پرورش پا رہا ہے اور میں ہر حال میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور پھر فرمایا:-

وقالوا ان ھذا الّا اختلاق۔ ان ھٰذا الرجل یجوح الدین۔ قل جاء الحق وزھق الباطل۔ قل لو کان الامر من عند غیر اللّٰہ لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق وتھذیب الاخلاق۔ قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی۔ ومن اظلم

ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبا - تنزیل من اللّٰہ العزیز الرحیم۔ لتنذر قوماً ما انذر اٰباءھم ولتدعو قوماً اٰخرین - عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم مودۃً - یخرّون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین - لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم - و ھو ارحم الراحمین - انی انا اللّٰہ فاعبدنی و لا تنسنی و اجتھد ان تصلنی واسئل ربک وکن سئولا - اللّٰہ ولیّ حنّان - علّم القراٰن - فبایّ حدیث بعدہ تحکمون - نزّلنا علٰی ھٰذا العبد رحمۃ - و ما ینطق عن الھوی - ان ھو الا وحی یوحٰی - دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی - ذرنی و المکذبین انّی مع الرسول اقوم - ان یومی لفصل عظیم - و انک علی صراط مستقیم - و انا نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک - و انی رافعک الیّ - و یاتیک نصرتی - انی انا اللّٰہ ذوالسلطان - ترجمہ :- اور کہتے ہیں کہ یہ بناوٹ ہے اور یہ شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے - کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا - کہہ اگر یہ امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام سے اس کے لئے کوئی تائید نہ ملتی اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقّہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ ہوسکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے کچھ بھی نہ ہوتا - اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ...... اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا - ان کو کہہ دے کہ اگر میں نے افترا کیا ہے تو

میرے پر اس کا جرم ہے۔ یعنی مَیں ہلاک ہو جاؤنگا اور اس شخص سے زیادہ تر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔ یہ کلام خدا کی طرف سے ہے جو غالب اور رحیم ہے تا تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے۔ اور تا دوسری قوموں کو دعوتِ دین کرے۔ عنقریب ہے کہ خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں دوستی کردے گا + اور تیرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اس روز وہ لوگ سجدہ میں گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں۔ خدا معاف کرے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ مَیں خدا ہوں میری پرستش کر اور میرے تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتا رہ۔ اپنے خدا سے مانگتا رہ اور بہت مانگنے والا ہو۔ خدا دوست اور مہربان ہے اُس نے قرآن سکھلایا۔ پس تم قرآن کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلوگے۔ ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کیلئے جھکا اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آ گیا اوپر خدا اور نیچے مخلوق۔ مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے اور تو سیدھی راہ پر ہے۔ اور جو کچھ ہم ان کے لئے وعدے کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اُن میں سے کچھ تیری زندگی میں تجھ کو دکھلا دیں اور یا تجھ کو وفات دیدیں اور بعد میں وہ وعدے پورے کریں۔ اور مَیں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ یعنی تیرا رفع الی اللہ دنیا پر ثابت کر دونگا اور میری مدد تجھے پہنچے گی۔ مَیں ہوں وہ خدا جس کے نشان

ص۲۷

+ یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں کیونکہ بموجب آیت و لذالک خلقھم[1] اور بموجب آیت کریمہ و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ[2] سب کا ایمان لانا خلاف نص صریح ہے۔ پس اس جگہ سعید لوگ مراد ہیں۔ منہ

[1] ھود: ۱۲۰ [2] اٰل عمران: ۵۶

دلوں پر تسلط کرتے ہیں اور اُن کو قبضہ میں لے آتے ہیں۔

اِن الہامات کے سلسلہ میں بعض اردو الہام بھی ہیں جن میں سے کسی قدر ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں :۔

ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزّت کا خطاب۔ لک خطاب العزۃ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزّت کا خطاب دیں گے اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا۔) اور پھر فرمایا۔ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالےٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔✝ خذوا الرفق الرفق فان الرفق رأس الخیرات۔ نرمی کرو۔ نرمی کرو

۳۸

✝ اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ ان کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف[1] یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خیرکم خیرکم باھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کیلئے دُعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جسکو خدا نے جوڑا ہے اسکو ایک گندہ برتن کی طرح جلد مت توڑو۔ منہ

[1] النساء : ۲۰

کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے (اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اسپر حکم ہوا کہ اس قدر سخت گوئی نہیں چاہیئے۔ حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے اما بحکم ضرورت و بقدر ضرورت نہ یہ کہ سخت گوئی طبیعت پر غالب آجائے) خدا تیرے سب کام درست کر دیگا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اگر مسیح ناصری کی طرف دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسجگہ اس سے برکات کم نہیں ہیں۔ اور مجھے آگ سے مت ڈراؤ کیونکہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے (یہ فقرہ بطور حکایت میری طرف سے خدا تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے) اور پھر فرمایا۔ لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا۔ شیر خدا نے فتح پائی۔ اور پھر فرمایا۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید وپائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد+۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ ور وشن شد نشانہائے من۔ بڑا مبارک وہ دن ہوگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ آمین۔

+ اس فقرہ سے مراد کہ محمدیوں کا پَیر اُونچے منار پر جا پڑا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں جو آخرالزمان کے مسیح موعود کیلئے تھیں جنکی نسبت یہود کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا اور عیسائیوں کا خیال تھا کہ ہم میں سے پیدا ہوگا مگر وہ مسلمانوں میں سے پیدا ہؤا۔ اسلئے بلند مینار عزت کا محمدیوں کے حصہ میں آیا۔ اس جگہ محمدی کہا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو لوگ اب تک صرف ظاہری قوت اور شوکت اسلام دیکھ رہے تھے جس کا اسم محمد مظہر ہے اب وہ لوگ بکثرت آسمانی نشان پائیں گے جو اسم احمد کے مظہر کو لازم حال ہے کیونکہ اسم احمد انکسار اور فروتنی اور کمال درجہ کی محویت کو چاہتا ہے جو لازم حال حقیقت احمدیت اور حامدیت اور عاشقیت اور محبیت ہے۔ اور حامدیت اور عاشقیت کے لازم حال صدورِ آیات تائیدیہ ہے۔ منہ

ص۱

اربعین نمبر۴

اربعین نمبر۳ میں گو ہم دلائل بیّنہ سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ حق یہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کرلیں۔ اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کو بنظر تحقیر دیکھنے سے خدا سے ڈریں۔ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت لو تقوّل علینا[1] کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی حجت قائم نہیں ہوسکتی۔ اور خدا تعالیٰ ہر ایک لغو کام سے پاک ہے۔ پس جس حالت میں اس حکیم نے اس آیت کو اور ایسا ہی اُس دوسری آیت کو جس کے یہ الفاظ ہیں۔ اذاً لاذقناک ضعف الحیٰوۃ وضعف الممات[2]* محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پائیگا۔ ورنہ یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کرکے اور جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کرکے تیئیس برس تک زندگی پالے اور ہلاک نہ ہو تو بلاشبہ ایک منکر کے لئے حق پیدا ہوجائے گا کہ

* یعنی اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پر کچھ جھوٹ باندھتا تو ہم اس کو زندگی اور موت سے دوچند عذاب چکھاتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نہایت سخت عذاب سے ہلاک کرتے۔ منہ

[1] الحاقۃ: ۴۵ [2] بنی اسرائیل: ۷۶

وہ یہ اعتراض پیش کرے کہ جبکہ اس دروغگو نے جس کا دروغگو ہونا تم تسلیم کرتے ہو تیئیس برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک زندگی پالی اور ہلاک نہ ہوا تو ہم کیونکر سمجھیں کہ ایسے کاذب کی مانند تمہارا نبی نہیں تھا۔ ایک کاذب کو تیئیس برس تک مہلت مل جانا صاف اس بات پر دلیل ہے کہ ہر ایک کاذب کو ایسی مہلت مل سکتی ہے تو پھر لو تقوّل علینا[1] کا صدق لوگوں پر کیونکر ظاہر ہوگا؟ اور اس بات پر یقین کرنے کے لئے کونسے دلائل پیدا ہونگے کہ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افترا کرتے تو ضرور تیئیس برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے۔ لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ تیئیس برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا ان کو ہلاک نہیں کرتا۔ یہ تو وہی مثال ہے۔ مثلاً ایک دوکاندار کہے کہ اگر میں اپنے دوکان کے کاروبار میں کچھ خیانت کروں یا ردّی چیزیں دوں یا جھوٹ بولوں یا کم وزن کروں تو اسی وقت میرے پر بجلی پڑے گی اس لئے تم لوگ میرے بارے میں بالکل مطمئن رہو اور کچھ شک نہ کرو۔ کہ کبھی مَیں کوئی ردّی چیز دونگا یا کم وزنی کرونگا یا جھوٹ بولوں گا بلکہ آنکھ بند کرکے میری دوکان سے سودا لیا کرو اور کچھ تفتیش نہ کرو تو کیا اس بے ہودہ قول سے لوگ تسلّی پا جائیں گے۔ اور اسکے اس لغو قول کو اس کی راستبازی پر ایک دلیل سمجھ لیں گے؟ ہرگز نہیں معاذ اللہ ایسا قول اس شخص کی راستبازی کی ہرگز دلیل نہیں ہو سکتی بلکہ ایک رنگ میں خلق خدا کو دھوکا دینا اور ان کو غافل کرنا ہے۔ ہاں دو صورت میں یہ دلیل ٹھیر سکتی ہے۔ (۱) ایک یہ کہ چند دفعہ لوگوں کے سامنے یہ اتفاق ہو چکا ہو کہ اس شخص نے اپنی فروختنی اشیاء کے متعلق کچھ جھوٹ بولا ہو یا کم وزن کیا ہو یا کسی اور قسم کی خیانت کی ہو تو اسی وقت اُسپر بجلی پڑی ہو۔ اور نیم مردہ کر دیا ہو۔ اور یہ واقعہ جھوٹ بولنے یا خیانت یا کم وزنی کرنے کا بار بار پیش آیا ہو اور بار بار بجلی پڑی ہو

صفحہ ۲

[1] الحاقہ : ۴۵

یہاں تک کہ لوگوں کے دل یقین کر گئے ہوں کہ درحقیقت خیانت اور جھوٹ کے وقت اس شخص پر بجلی کا حملہ ہوتا ہے تو اُس صورت میں یہ قول ضرور بطور دلیل استعمال ہوگا۔ کیونکہ بہت سے لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ جھوٹ بولا اور بجلی گری - (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عام لوگوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آوے کہ جو شخص دوکاندار ہوکر اپنی فروختنی اشیاء کے متعلق کچھ جھوٹ بولے یا کم وزن کرے یا اور کسی قسم کی خیانت کرے یا کوئی ردّی چیز بیچے تو اس پر بجلی پڑا کرے۔ سو اس مثال کو زیر نظر رکھ کر ہر ایک منصف کو کہنا پڑتا ہے کہ خدائے علیم و حکیم کے مُنہ سے لو تقول علینا[1] کا لفظ نکلنا وہ بھی تبھی ایک برہانِ قاطع کا کام دے گا کہ جب دو صورتوں میں سے ایک صورت اس میں پائی جائے۔ (۱) اوّل یہ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے کوئی جھوٹ بولا ہو اور خدا نے کوئی سخت سزا دی ہو اور لوگوں کو بطور امور مشہودہ محسوسہ کے معلوم ہو کہ آپ اگر خدا پر افترا کریں تو آپ کو سزا ملے گی جیسا کہ پہلے بھی فلاں فلاں موقعہ پر سزا ملی لیکن اس قسم کے استدلال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک وجود کی طرف راہ نہیں بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا خیال کرنا بھی کفر ہے۔ (۲) دوسرے استدلال کی یہ صورت ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عام قاعدہ ہو کہ جو شخص اُس پر افترا کرے اس کو کوئی لمبی مہلت نہ دی جائے اور جلد تر ہلاک کیا جائے۔ سو یہی استدلال اسجگہ پر صحیح ہے۔ ورنہ لو تقول علینا کا فقرہ ایک معترض کے نزدیک محض دھوکا دہی اور نعوذ باللہ ایک فضول گو دوکاندار کے قول کے رنگ میں ہوگا۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی عزت کرتے ہیں اُنکا نفس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرے گا کہ لو تقول علینا کا فقرہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسا مہمل ہے جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ

[1] الحاقہ : ۴۵

کا ان مخالفوں کو یہ بے ثبوت فقرہ سُنانا جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو نہیں مانتے اور نہ قرآن شریف کو من جانب اللہ مانتے ہیں محض لغو اور طفل تسلّی سے بھی کمتر ہے۔ اور ظاہر ہے کہ منکر اور معاند اس سے کیا اور کیونکر تسلّی پکڑیں گے بلکہ ان کے نزدیک تو یہ صرف ایک دعویٰ ہوگا جس کے ساتھ کوئی دلیل نہیں۔ ایسا کہنا کس قدر بیہودہ خیال ہے کہ اگر فلاں گناہ میں کروں تو مارا جاؤں گو کروڑہا دوسرے لوگ ہر روز دنیا میں وہی گناہ کرتے ہیں اور مارے نہیں جاتے۔ اور کیسا یہ مکروہ عذر ہے کہ دوسرے گناہگاروں اور مفتریوں کو خدا کچھ نہیں کہتا یہ سزا خاص میرے لئے ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ ایسا کہنے والا یہ بھی تو ثبوت نہیں دیتا کہ گذشتہ تجربہ سے مجھے معلوم ہوا ہے اور لوگ دیکھ چکے ہیں کہ اس گناہ پر ضرور مجھے سزا ہوتی ہے۔ غرض خدا تعالےٰ کے حکیمانہ کلام کو جو دنیا میں اتمام حجت کے لئے نازل ہوا ہے۔ ایسے بیہودہ طور پر خیال کرنا خدا تعالیٰ کی پاک کلام سے ٹھٹھا اور ہنسی ہے اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اسی دنیا میں اس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ ایک موقعہ میں فرماتا ہے کہ قد خاب من افترٰی[1]۔ یعنی مفتری نامراد مرے گا۔ اور پھر دوسری جگہ فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن افترٰی علی اللّٰہ کذبا او کذب بایاتہ[2] یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افترا کرتا ہے یا خدا کی آیتوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جن لوگوں نے خدا کے نبیوں کے ظاہر ہونے کے وقت خدا کے کلام کی تکذیب کی خدا نے ان کو زندہ نہیں چھوڑا اور بڑے بڑے عذابوں سے ہلاک کر دیا۔ دیکھو نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور لوط کی قوم اور فرعون اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن مکہ والے ان کا کیا انجام ہُوا۔ پس جبکہ تکذیب کرنے والے اسی دنیا میں سزا پا چکے تو پھر جو شخص خدا پر

۴۱ (حاشیہ)

[1] طٰہٰ: ۶۲ [2] الانعام: ۲۲

افتراء کرتا ہے جس کا نام اس آیت میں پہلے نمبر پر ذکر کیا گیا ہے وہ کیونکر بچ سکتا ہے کیا خدا کا صادقوں اور کاذبوں سے معاملہ ایک ہو سکتا ہے اور کیا افتراء کرنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے اس دنیا میں کوئی سزا نہیں ما لکم کیف تحکمون[1]۔ اور پھر ایک جگہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان یك کاذبًا فعلیه کذبه وان یك صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللّٰہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب[2] یعنی اگر یہ نبی جھوٹا ہے تو اپنے جھوٹ سے ہلاک ہو جائیگا اور اگر سچا ہے تو ضرور ہے کہ کچھ عذاب تم بھی چکھو کیونکہ زیادتی کرنے والے خواہ افتراء کریں خواہ تکذیب کریں خدا سے مدد نہیں پائیں گے۔ اب دیکھو اس سے زیادہ تصریح کیا ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے کہ مفتری اسی دنیا میں ہلاک ہو گا۔ بلکہ خدا کے سچے نبیوں اور ماموروں کے لئے سب سے پہلی یہی دلیل ہے کہ وہ اپنے کام کی تکمیل کر کے مرتے ہیں۔ اور ان کو اشاعت دین کے لئے مہلت دی جاتی ہے اور انسان کی اس مختصر زندگی میں بڑی سے بڑی مہلت تیئیس برس ہیں کیونکہ اکثر نبوت کا ابتداء چالیس برس پر ہوتا ہے اور تیئیس برس تک اگر اور عمر ملی تو گویا عمدہ زمانہ زندگی کا یہی ہے۔ اسی وجہ سے مَیں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس۲۳ برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہو گا۔ اس بارے میں میرے ایک دوست نے اپنی نیک نیتی سے یہ عذر پیش کیا تھا کہ آیت لو تقوّل علینا[3] میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہیں۔ اس سے کیونکر سمجھا جائے کہ اگر کوئی دوسرا شخص افتراء کرے تو وہ بھی ہلاک کیا جائے گا۔ مَیں نے اس کا یہی جواب دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کا یہ قول محل استدلال پر ہے اور منجملہ دلائل صدق نبوت کے یہ بھی

ص۵

[1] الصافات: ۱۵۵ [2] المومن: ۲۹ [3] الحاقۃ: ۴۵

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنیوالا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تیئیس برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اسوجہ سے ہے کہ خدا پر افتراء کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہیئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کرکے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی*۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین

ﷺ

* چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلك باعيننا ووحينا ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکٰی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولٰی صحف ابراھیم و موسٰی[1] یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔ غرض یہ سب خیالات فضول اور کوتہ اندیشیاں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے تاہم خدا تعالیٰ نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعہ سے یہ احکام صادر کرے کہ جھوٹ نہ بولو۔ جھوٹی گواہی نہ دو۔ زنا نہ کرو۔ خون نہ کرو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔ پھر وہ دلیل تمہاری کیسی گاؤ خورد ہو گئی کہ اگر کوئی شریعت لاوے اور مفتری ہو تو وہ تئیس برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ تمام باتیں بیہودہ اور قابل شرم ہیں۔ جس رات میں نے اپنے اس دوست کو یہ باتیں سمجھائیں تو اسی رات مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ حالت ہو کر جو وحی اللہ کے وقت میرے پر وارد ہوتی ہے وہ نظارہ گفتگو کا دوبارہ دکھلایا گیا۔ اور پھر الہام ہوا۔ قل ان ھدی اللہ ھو الھدٰی یعنی خدا نے جو مجھے اس آیت لو تقول علینا کے متعلق سمجھایا ہے وہی معنے صحیح ہیں۔ تب اس الہام کے بعد میں نے چاہا کہ پہلی کتابوں میں سے بھی اس کی کچھ نظیر تلاش کروں۔ سو معلوم ہوا کہ تمام بائیبل ان نظیروں سے بھری پڑی ہے کہ جھوٹے نبی ہلاک کئے جاتے ہیں۔ سو میں

[1] الاعلیٰ: ۱۹-۲۰

مناسب سمجھتا ہوں کہ ان نظائر میں سے چند نظیریں اس جگہ لکھ دوں تا پڑھنے والے اس سے فائدہ پکڑیں۔ اور وہ یہ ہیں :-

توریت اور دوسری پہلی آسمانی کتابوں کی جھوٹے نبیوں کی نسبت پیشگوئیاں

توریت میں لکھا ہے کہ اگر تمہارے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تمہیں کوئی نشان اور معجزہ دکھلاوے اور اس نشان یا معجزہ کے مطابق جو اس نے تمہیں دکھایا بات واقع ہو۔ اور وہ تمہیں کہے آؤ ہم غیر معبودوں کی جنہیں تم نے نہیں جانا پیروی کریں (یعنی خدا کے سوا کسی اَور کا حکم منوانا چاہے یا اپنی ہی پیروی اُن باتوں میں کرانا چاہے جو توریت کے مخالف ہیں) تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات پر کان مت دھرو کہ خداوند تمہارا خدا تمہیں آزماتا ہے تا دریافت کرے کہ تم خداوند اپنے خدا کو اپنے سارے دل اور ساری جان سے دوست رکھتے ہو کہ نہیں۔ چاہیئے کہ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرو۔ (یعنی اسی کی ہدایتوں کے موافق چلو دوسرا شخص گو کوئی فلاسفر ہو یا حکیم ہو اس کی بات نہ مانو) اور اس سے ڈرو اور اس کے حکموں کو حفظ کرو۔ اور اس کی بات مانو۔ تم اسی کی بندگی کرو اور اُسی سے لپٹے رہو۔ اور وہ نبی یا وہ خواب دیکھنے والا قتل کیا جائیگا۔ دیکھو توریت استثنا باب ۱۳ آیت ایک سے پانچ تک ۔ اس پیشگوئی کی تشریح یہ ہے کہ جس نبی نے تمہیں خدا کی پیروی سے پھیرنا چاہا اور دوسرے خیالات کا پیرو کرنا چاہا جو خدا کی طرف سے نہیں ہیں وہ ہلاک کیا جائیگا ۔ یاد رہے کہ توریت کی اس پیشگوئی میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ وہ جھوٹا نبی تب قتل کیا جائیگا جب یہ تعلیم دے کہ غیر معبودوں کو سجدہ کرو یا اُن کی بندگی کرو۔ بلکہ یہ لفظ ہیں کہ غیر کی پیروی کرانا چاہے یعنی توریت کی تعلیم

ص۸

کے مخالف دوسرے خیالات پر چلانا چاہے جو کسی اَور کے خیالات ہیں نہ خدا کے تب خدا اس کو ہلاک کرے گا کیونکہ خدا کی منشاء کے مخالف وہ تعلیم دیتا ہے۔

اور پھر توریت میں یہ عبارت ہے:۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے اُسے حکم نہیں دیا تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔ اِس آیت میں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا کہ افتراء کی سزا خدا کے نزدیک قتل ہے اور پہلی آیتوں میں ذکر ہو چکا ہے کہ خدا خود اسے قتل کرے گا۔ اور ہرگز نہیں بچے گا۔ دیکھو توریت استثنا باب ۱۸ آیت ۲۰۔

اور پھر حزقیل نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ عبارت ہے:۔

خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ بیہودہ نبیوں پر واویلا ہے جو اپنی رُوح کی پیروی کرتے ہیں۔ اور انہوں نے کچھ نہیں دیکھا۔ وہ دھوکا دیکر کہتے ہیں کہ خداوند کہتا ہے اگرچہ خداوند نے انہیں نہیں بھیجا۔ بولتے ہو (اے جھوٹے نبیو!) کہ خداوند نے کہا۔ اگرچہ مَیں نے نہیں کہا۔ اس لئے خداوند یہوواہ یوں کہتا ہے کہ تم نے جھوٹ کہا ہے۔ اور خداوند یہوواہ کہتا ہے کہ مَیں تمہارا مخالف ہوں اور میرا ہاتھ اُن نبیوں پر چلے گا جو دھوکا دیتے ہیں (یعنی جن کو صفائی سے کوئی کشف نہیں ہوتا اور اپنی طرف سے یقین کر بیٹھے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے حالانکہ وہ خدا کا کلام نہیں) اور جانتے ہیں کہ یقین کے اسباب میسر نہیں مگر پھر بھی جھوٹی غیب دانی کرتے ہیں وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ گستاخی کرتے ہیں۔ سو مَیں اے جھوٹے نبیو! اُس دیوار کو جس پر تم نے کچی کہگل کی ہے توڑ ڈالوں گا اور زمین پر گراؤں گا۔ یہاں تک کہ اس کی نیو ظاہر ہو جائے گی۔ ہاں وہ گرے گی اور تم اس کے بیچ میں ہلاک ہو گے۔ دیکھو حزقیل ۱۳ باب آیت ۳ سے ۱۴ آیت تک۔

اور پھر یسعیا نبی کی کتاب میں اِسی کی تائید ہے اور اس کی عبارت یہ ہے:۔

خداوند اسرائیل کے سر اور دم اور شاخ اور نے کو ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیگا اور جو نبی جھوٹی باتیں سکھلاتا ہے وہی دم ہے - دیکھو یسعیا باب ۹ آیت ۵ -

ایسا ہی یرمیا نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ بیان ہے :-
رب الافواج نبیوں کی بابت (یعنی جھوٹے نبیوں کی بابت) یوں کہتا ہے کہ دیکھ میں انہیں ناگدونا کھلاؤں گا اور ہلاہل یعنی سمّ قاتل کا پانی پلاؤں گا کیونکہ یروشلم کے نبیوں کے سبب سے ساری زمین میں بے دینی پھیل گئی ہے۔ دیکھ خداوند کے قہر سے ایک آندھی اس کی طرف (یعنی یروشلم کی طرف) چلے گی - ایک چکّر مارتا ہوا طوفان شریروں کے سر پر (جھوٹے نبیوں کے سر پر) پڑے گا۔ میں نے اُن نبیوں کو نہیں بھیجا پر وے دوڑے پھیں۔ میں نے اُن سے نہیں کہا پر انہوں نے نبوت کی۔ دیکھو یرمیا ۲۳ باب ۵ آیت سے ۲۱ آیت تک۔

ایسا ہی زکریا نبی کی کتاب میں جھوٹے نبیوں کے بارے میں یہ بیان ہے :-
میں نبیوں کو (یعنی جھوٹے نبیوں کو) اور ناپاک رُوحوں کو دنیا سے خارج کر دونگا اور ایسا ہو گا کہ جب کوئی نبوت کرے گا تو اس کے ماں باپ اسے کہیں گے کہ تو نہ جیئے گا کیونکہ تو خداوند کا نام لے کر جھوٹ بولتا ہے (یعنی چونکہ جھوٹے نبیوں کو خدا ہلاک کرے گا اسلئے جھوٹی نبوت کرنے والوں کے ماں باپ بہت ڈریں گے کہ اب یہ مریں گے کیونکہ انہوں نے جھوٹ بولا) اور اس کے باپ اور ماں جن سے وہ پیدا ہوا جس وقت وہ پیشگوئی کرے گا اسے دھول ماریں گے (یعنی کہیں گے کہ کیا تو مرنا چاہتا ہے کہ جھوٹی پیشگوئی کرتا ہے) اور اس دن ایسا ہو گا کہ نبیوں میں سے ہر ایک جس وقت وہ نبوت کرے (یعنی جھوٹی نبوت کرے) اپنی رؤیا سے شرمندہ ہو گا اور وے کبھی بال والے لباس نہ پہنیں گے تاکہ فریب دیں بلکہ ایک ایک کہیگا کہ میں نبی نہیں ہوں کسان ہوں۔ دیکھو زکریا باب ۱۳ آیت ۲ سے پانچ تک۔

صفحہ ۱۰۱

ایسا ہی انجیل اعمال میں جھوٹے نبیوں کی نسبت یہ عبارت ہے :- اے اسرائیلی مردو ! آپ سے خبردار رہو کہ تم ان آدمیوں کے ساتھ کیا چاہتے ہو کیونکہ ان دنوں کے آگے تھیوداس نے اُٹھ کے کہا کہ مَیں کچھ ہوں (یعنی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) اور تخمینا چار سو مرد اس سے مل گئے - وہ مارا گیا - اور سب جتنے اس کے تابع تھے پریشان و تباہ ہوئے -بعد اس کے یہوداہ جلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اُٹھا (یعنی اس نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا) اور بہت سے لوگوں کو اپنے پیچھے کھینچا وہ بھی ہلاک ہُوا - اور سب جتنے اس کے تابع تھے چِتر بِتر ہو گئے - اور اب مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان کو جانے دو کیونکہ اگر یہ تدبیر یا کام انسان سے ہے تو ضائع ہوگی پر اگر خدا سے ہے تو تم اسے ضائع نہیں کرسکتے -ایسا نہ ہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھیرو- دیکھو اعمال باب ۵ آیت ۳۵ سے ۴۰ تک -

ایسا ہی داؤد نبی اللہ کے زبور میں بھی جھوٹے نبیوں کے ہلاک کئے جانے کی نسبت بہت ذکر ہے اور بائیبل کی دوسری کتابوں میں بھی ہے -لیکن مَیں جانتا ہوں کہ بالفعل اسی قدر لکھنا کافی ہے کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ مفتری خدا کے کارخانۂ نبوت کا دشمن اور نور میں تاریکی ملانا چاہتا ہے اور لوگوں کے لئے عمدًا ہلاکت کی راہ تیار کرتا ہے اس لئے خدا اس کا دشمن ہے اور خدا کی حکمت اور رحمت ہزارہا لوگوں کے مرنے کی نسبت اُس کی موت کو سہل تر جانتی ہے -پس جیسا کہ تمام درندوں اور موذیوں کی نسبت خدا سے موت کی سزا ہے یہی حکم اس کے متعلق ہوتا ہے -لیکن صادق کی خدا آپ حفاظت کرتا ہے اور اس کی جان اور آبرو کے بچانے کے لئے آسمانی نشان دکھلاتا ہے اور وہ صادق کیلئے حصنِ حصین ہے اور صادق اس کی گود میں محفوظ ہے جیسا کہ مادہ شیر کا بچہ

اُس کے پنجہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھا کر یہ کہے کہ فلاں مامور من اللہ جھوٹا ہے اور خدا پر افترا کرتا ہے اور دجّال ہے اور بے ایمان ہے حالانکہ دراصل وہ شخص خدا کی طرف سے اور صادق ہو اور یہ شخص جو اس کا مکذّب ہے مدار فیصلہ یہ ٹھیرائے کہ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ اگر یہ صادق ہے تو میں پہلے مروں اور اگر کاذب ہے تو میری زندگی میں یہ شخص مر جائے تو خدا تعالیٰ ضرور اس شخص کو ہلاک کرتا ہے جو اس قسم کا فیصلہ چاہتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ مقام بدر میں ابوجہل نے بھی یہی دُعا کی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر کہا تھا کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اِسی میدانِ جنگ میں اُس کو قتل کرے۔ سو اس دُعا کے بعد وہ آپ ہی مارا گیا۔ یہی دُعا مولوی اسماعیل علی گڑھ والے نے اور مولوی غلام دستگیر قصوری نے میرے مقابل پر کی تھی جس کے ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ پھر بعد اس کے وہ دونوں مولوی صاحبان فوت ہو گئے۔+ نذیر حسین دہلوی جو محدّث کہلاتا ہے مَیں نے بہت زور دیا تھا کہ وہ اِسی دُعا کے ساتھ فیصلہ کرے لیکن وہ ڈر گیا اور بھاگ گیا۔ اس روز دہلی کی شاہی مسجد میں سات ہزار کے قریب لوگ جمع ہونگے جبکہ اس نے انکار کیا۔ اسی وجہ سے ابتک زندہ رہا۔ اب ہم اس رسالہ کو ختم کرتے ہیں اور حافظ محمد یوسف صاحب اور انکے ہم جنسوں سے جواب کے منتظر ہیں +

+ اس بات کو قریباً نو برس کا عرصہ گذر گیا کہ جب میں دہلی گیا تھا اور میاں نذیر حسین غیر مقلد کو دعوت دین اسلام کی گئی تھی۔ تب انکے ہر ایک پہلو سے گریز دیکھکر اور انکی بدزبانی اور دشنام دہی کو مشاہدہ کرکے آخری فیصلہ یہی ٹھیرایا گیا تھا کہ وہ اپنے اعتقاد کے حق ہونے کی قسم کھالے پھر اگر قسم کے بعد ایک سال تک میری زندگی میں فوت نہ ہوا تو مَیں تمام کتابیں اپنی جلا دوں گا اور اس کو نعوذ باللہ حق پر سمجھ لونگا لیکن وہ بھاگ گیا اسی بھاگنے کی برکت سے ابتک اسکو عمر دی گئی۔ منہ

اطلاع

مَیں نے اپنا ارادہ یہ ظاہر کیا تھا کہ اس رسالہ اربعین کے چالیس اشتہار جُدا جُدا شائع کروں۔ اور میرا خیال تھا کہ مَیں صرف ایک ایک صفحہ کا اشتہار یا کبھی ڈیڑھ صفحہ یا غایت کار دو صفحہ کا اشتہار شائع کرونگا اور یا کبھی شاید تین یا چار صفحہ لکھنے کا اتفاق ہو جائیگا۔ لیکن ایسے اتفاقات پیش آ گئے کہ اس کے برخلاف ظہور میں آیا۔ اور نمبر ۲ اور ۳ اور ۴ رسالوں کی طرح ہو گئے۔ چنانچہ اس رسالہ کی قریباً ستر صفحہ تک نوبت پہنچ گئی اور درحقیقت وہ امر پورا ہو چکا جس کا مَیں نے ارادہ کیا تھا اس لئے مَیں نے اِن رسائل کو صرف چار نمبر تک ختم کر دیا اور آئندہ شائع نہیں ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدائے عزّوجلّ نے اوّل پچاس نمازیں فرض کیں پھر تخفیف کر کے پانچ کو بجائے پچاس کے قرار دے دیا۔ اِسی طرح مَیں بھی اپنے ربّ کریم کی سنت پر ناظرین کے لئے تخفیف تصدیع کر کے نمبر چار کو بجائے نمبر چالیس کے قرار دے دیتا ہوں اور اپنی اس تحریر کو اپنی جماعت کے لئے چند نصیحتوں پر ختم کرتا ہوں۔

نصائح

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اُس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔ اپنے دلوں کو پاک کرو اور اپنے مولیٰ کو راضی کرو۔

دوستو! تم اس مسافر خانہ میں محض چند روز کے لئے ہو۔ اپنے اصلی گھروں کو

یاد کرو - تم دیکھتے ہو کہ ہر ایک سال کوئی نہ کوئی دوست تم سے رخصت ہو جاتا ہے ۔ ایسا ہی تم بھی کسی سال اپنے دوستوں کو داغ جدائی دے جاؤ گے ۔ سو ہوشیار ہو جاؤ اور اس پُر آشوب زمانہ کی زہر تم میں اثر نہ کرے ۔ اپنی اخلاقی حالتوں کو بہت صاف کرو کینہ اور بُغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ اور اخلاقی معجزات دنیا کو دکھلاؤ ۔ تم سُن چکے ہو کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں (۱) ایک محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ نام توریت میں لکھا گیا ہے جو ایک آتشی شریعت ہے ۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشدّاء علی الکفار رحماء بینھم .... ذالک مثلھم فی التوراۃ[1] ۔ (۲) دوسرا نام احمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم اور یہ نام انجیل میں ہے جو ایک جمالی رنگ میں تعلیم الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے ۔ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد[2] اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جلال اور جمال دونوں کے جامع تھے ۔ مکّی زندگی جمالی رنگ میں تھی اور مدینہ کی زندگی جلالی رنگ میں ۔ اور پھر یہ دونوں صفتیں امت کے لئے اس طرح پر تقسیم کی گئیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جلالی رنگ کی زندگی عطا ہوئی اور جمالی رنگ کی زندگی کے لئے مسیح موعود کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مظہر ٹھیرایا ۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے حق میں فرمایا گیا کہ یضع الحرب + یعنی

+ جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدّت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے ۔ پھر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دیکر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا ۔ منہ

[1] الفتح : ۳۰ [2] الصف : ۷

لڑائی نہیں کرے گا اور یہ خدا تعالیٰ کا قرآن شریف میں وعدہ تھا کہ اس حصے کے پورا کرنے کے لئے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو ظاہر کیا جائے گا۔ جیسا کہ آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] میں اسی کی طرف اشارہ ہے اور آیت تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا[2] بھی یہی اشارہ کر رہی ہے۔ سو ہوشیار ہو کر سنو کہ تیرہ سو برس کے بعد جمالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلانے کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا۔* یہ خدا کا

۱۴

* علوم اور معارف بھی جمالی طرز میں داخل ہیں۔ اور قرآن شریف کی آیت لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ[3] میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل اور اتم طور پر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ علوم حقّہ اور معارف صادقہ اور دلائل بیّنہ اور آیات قاہرہ ہیں۔ اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو کہا گیا کہ اُن دنوں میں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلیگا یعنی بیت اللہ کے لئے جو خدا کو غیرت ہے وہ تقاضا کرے گی جو بیت اللہ سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں۔ یعنی جب مخالفوں کے ظالمانہ حملے بیت اللہ کی عزت کا انہدام چاہیں گے تو اس انہدام کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نیچے سے ایک بھاری خزانہ نکل آئیگا جو معارف کا خزانہ ہوگا۔ اور یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے ہر ایک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ حربہ سے منہدم کر کے جھوٹ کے رنگ میں دکھلانا چاہتے ہیں۔ کوئی مسلمان نہ بیت اللہ کو گرائے گا اور نہ قرآنی عمارت کو گرانا چاہے گا بلکہ حدیث کے مضمون کے موافق کافر لوگ اس عمارت کو گرا رہے ہیں اور اس کے نیچے سے خزانے نکل رہے ہیں۔ میں کافر کو بھی اس وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں۔ اور ان معنوں کو قائم رکھ کر ایک اور معنے بھی اسجگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے اپنے الہامات میں

۱۵

[1] الجمعۃ: ۴ [2] محمد: ۵ [3] الصف: ۱۰

امتحان ہے اور وہ تمہیں آزماتا ہے کہ تم اس نمونہ کے دکھلانے میں کیسے ہو۔ تم سے پہلے جلالی زندگی کا نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے قابل تعریف دکھلایا اور وہ ایسا ہی وقت تھا کہ جلالی طرز کی زندگی کا نمونہ دکھلایا جاتا کیونکہ ایماندار لوگ بتوں کی تعظیم کے لئے اور مخلوق پرستی کی حمایت میں بھیڑ بکری کی طرح قتل کئے جاتے تھے۔ اور پتھروں اور ستاروں اور عناصر اور دوسری مخلوق کو خدا کی جگہ دی گئی تھی۔ سو وہ زمانہ بے شک جہاد کا زمانہ تھا تا جو لوگ ظلم سے تلوار اُٹھاتے ہیں وہ تلوار ہی سے قتل کئے جائیں۔ سو صحابہ رضی اللہ عنہم نے تلوار اٹھانے والوں کو تلوار ہی سے خاموش کیا اور اسم محمدؐ جو مظہر جلال اور شان محبوبیت اپنے اندر رکھتا ہے اس کی تجلّی ظاہر کرنے کے لئے خوب جوہر دکھلائے اور دین کی حمایت میں اپنے خون بہا دیئے۔ پھر بعد اس کے وہ کذاب پیدا ہوئے جو اسم محمدؐ کا جلال ظاہر کرنے والے نہیں تھے بلکہ اکثر ان کے چوروں اور ڈاکوؤں کی طرح تھے جو مجھ سے پہلے گذر گئے جو جھوٹے طور پر محمدی کہلاتے تھے اور لوگ ان کو خود غرض سمجھتے تھے۔ جیسا کہ آجکل بھی بعض سرحدی نادان اس قسم کے مولویوں کی تعلیم سے دھوکا کھا کر محمدی جلال کے ظاہر کرنے کے بہانہ سے لوٹ مار اپنا شیوہ رکھتے ہیں اور آئے دن ناحق کے خون کرتے ہیں مگر تم خوب توجہ کر کے سُن لو کہ اب اسم محمد کی تجلّی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے

بقیہ حاشیہ: میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جسقدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلینگے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر یک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے۔ یکے پائے من می بوسید و من میگفتم کہ حجر اسود منم۔ منہ

اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں - اب اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنے کا وقت ہے. یعنی جمالی طور کی خدمات کے ایام ہیں اور اخلاقی کمالات کے ظاہر کرنے کا زمانہ ہے - ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ بھی تھے اور مثیل عیسیٰ بھی - موسیٰ جلالی رنگ میں آیا تھا اور جلال اور الٰہی غضب کا رنگ اس پر غالب تھا مگر عیسیٰ جمالی رنگ میں آیا تھا اور فروتنی اس پر غالب تھی - سو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی اور مدنی زندگی میں یہ دونوں نمونے جلال اور جمال کے ظاہر کر دیئے اور پھر چاہا کہ آپ کے بعد آپ کی فیض یافتہ جماعت بھی جو آپ کے روحانی وارث ہیں انہی دونوں نمونوں کو ظاہر کرے - سو آپ نے محمدی یعنی جلالی نمونہ دکھلانے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں اسلام کی مظلومیت کے لئے یہی علاج قرین مصلحت تھا پھر جب وہ زمانہ جاتا رہا اور کوئی شخص زمین پر ایسا نہ رہا کہ مذہب کے لئے اسلام پر جبر کرے اس لئے خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا یعنی جمالی رنگ دکھلانا چاہا - سو اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا جو عیسیٰ کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے اور خدا نے تمہیں اس عیسیٰ احمد صفت کے لئے بطور اعضا کے بنایا - سو اب وقت ہے کہ اپنی اخلاقی قوتوں کا حسن اور جمال دکھلاؤ - چاہیئے کہ تم میں خدا کی مخلوق کے لئے عام ہمدردی ہو اور کوئی چھل اور دھوکا تمہاری طبیعت میں نہ ہو تم اسم احمد کے مظہر ہو - سو چاہیئے کہ دن رات خدا کی حمد و ثنا تمہارا کام ہو اور خادمانہ حالت جو حامد ہونے کے لئے لازم ہے اپنے اندر پیدا کرو اور تم کامل طور پر خدا کی کیونکر حمد کر سکتے ہو جب تک تم اس کو رب العالمین یعنی تمام دنیا کا پالنے والا نہ سمجھو اور تم کیونکر اس اقرار میں سچے ٹھیر سکتے ہو جب تک ایسا ہی اپنے تئیں بھی نہ بناؤ - کیونکہ اگر تو کسی نیک صفت کے ساتھ کسی کی تعریف کرتا ہے

ص۱۶

اور آپ اس صفت کے مخالف عقیدہ اور خلق رکھتا ہے تو گویا تُو اس شخص سے ٹھٹھا کرتا ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند نہیں کرتا اس کے لئے روا رکھتا ہے۔ اور جبکہ تمہارا رب جس نے اپنی کلام کو ربّ العالمین[1] سے شروع کیا ہے زمین کی تمام خوردنی و آشامیدنی اشیاء اور فضا کی تمام ہوا اور آسمانوں کے ستاروں اور اپنے سورج اور چاند سے تمام نیک و بد کو فائدہ پہنچاتا ہے تو تمہارا فرض ہونا چاہیئے کہ یہی خلق تم میں بھی ہو ورنہ تم احمد اور حامد نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ احمد تو اس کو کہتے ہیں کہ خدا کی بہت تعریف کرنے والا ہو۔ اور جو شخص کسی کی بہت تعریف کرتا ہے وہ اپنے لئے وہی خلق پسند کرتا ہے جو اس میں ہیں اور چاہتا ہے کہ وہ خلق اُس میں ہوں۔ پس تم کیونکر سچے احمد یا حامد ٹھیر سکتے ہو جبکہ اس خلق کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ حقیقت میں احمدی بن جاؤ اور یقیناً سمجھو کہ خدا کی اصلی اخلاقی صفات چار ہی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں مذکور ہیں۔ (۱) ربّ العالمین۔ سب کا پالنے والا (۲) رحمان۔ بغیر عوض کسی خدمت کے خود بخود رحمت کرنے والا (۳) رحیم۔ کسی خدمت پر حق سے زیادہ انعام اکرام کرنے والا اور خدمت قبول کرنے والا اور ضائع نہ کرنے والا (۴) اپنے بندوں کی عدالت کرنے والا۔ سو احمد وہ ہے جو ان چاروں صفتوں کو ظلی طور پر اپنے اندر جمع کرلے۔ یہی وجہ ہے کہ احمد کا نام مظہر جمال ہے اور اس کے مقابل پر محمد کا نام مظہر جلال ہے۔ وجہ یہ کہ اسم محمد میں سرّ محبوبیت ہے کیونکہ جامع محامد ہے اور کمال درجہ کی خوبصورتی اور جامع المحامد ہونا جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے۔ لیکن اسم احمد میں سرّ عاشقیت ہے۔ کیونکہ حامدیت کو انکسار اور عشقی تذلل اور فروتنی لازم ہے۔ اسی کا نام جمالی حالت ہے اور یہ حالت فروتنی کو چاہتی ہے۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبوبیت بھی تھی جس کا اسم محمد مقتضی ہے۔ کیونکہ محمد ہونا یعنی جامع جمیع محامد ہونا شانِ محبوبیت

[1] الفاتحہ : ۲

پیدا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں شانِ محبیّت بھی تھی جس کا اسم احمد مقتضی ہے۔ کیونکہ حامد کے لئے محب ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کسی کی سچی اور کامل تعریف تبھی کرتا ہے جبکہ اس کا محب بلکہ عاشق ہو اور عاشق اور محبّ ہونے کیلئے فروتنی لازم ہے اور یہی جمالی حالت ہے جو حقیقت احمدیہ کو لازم پڑی ہوئی ہے۔ محبوبیت جو اسم محمدؐ میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوب الٰہی ہونے کے جلال نے انکی سرکوبی کی۔ لیکن اسم احمد میں شانِ محبیّت تھی یعنی عاشقانہ تذلل اور فروتنی۔ یہ شان مسیح موعود کے ذریعہ سے ظہور میں آئی۔ سو تم شانِ احمدیت کے ظاہر کرنے والے ہو۔ لہٰذا اپنے ہر ایک بیجا جوش پر موت وارد کرو اور عاشقانہ فروتنی دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ آمین

ص۱۷۱

شتاب کار نکتہ چینوں کیلئے مختصر تحریر

اور براہین احمدیہ کا ذکر

چونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک شخص جو خدا کی طرف سے آتا ہے بہت سے کوتہ اندیش ناخدا ترس اس کی ذاتیات میں دخل دے کر طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیا کرتے ہیں کبھی اس کو کاذب ٹھہراتے ہیں کبھی اس کو عہد شکن قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا اور مال خور اور بد دیانت اور خائن قرار دیتے ہیں کبھی اسکا نام شہوت پرست رکھتے ہیں اور کبھی اس کو عیاش اور خوش پوش اور خوش خور سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی جاہل کر کے پکارتے ہیں۔* اور کبھی اس کو ان

* افسوس کہ علمی نشان کے مقابلہ میں نادان لوگوں نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نسبت ناحق

صفت سے شہرت دیتے ہیں کہ وہ ایک خود پرست متکبّر بدخلق ہے۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اپنے مخالفین کو سبّ وشتم کرنیوالا بخیل زر پرست کذاب دجّال بے ایمان خونی ہے۔ یہ سب خطاب ان لوگوں کی طرف سے خدا کے نبیوں اور

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

جھوٹی فتح کا نقارہ بجا دیا اور مجھے گندی گالیاں دیں اور مجھے اس کے مقابلہ پر جاہل اور نادان قرار دیا۔ گویا مَیں اس نابغہ وقت اور سحبان زمان کے رُعب کے نیچے آکر ڈر گیا ورنہ وہ حضرت تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اور اسی نیت سے لاہور تشریف لائے تھے۔ پر مَیں آپ کی جلالت شان اور علمی شوکت کو دیکھ کر بھاگ گیا اے آسمان جھوٹوں پر لعنت کر۔ آمین۔ پیارے ناظرین کاذب کے رسوا کرنے کے لئے اسی وقت جو ۷ ؍ دسمبر ۱۹۰۰ء روز جمعہ ہے خدا نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا جہنم جھوٹوں کے لئے بھڑک رہا ہے کہ مَیں نے سخت تکذیب کو دیکھ کر خود اس خوق العادت مقابلہ کے لئے درخواست کی تھی۔ اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب مباحثہ منقولی اور اس کے ساتھ بیعت کی شرط پیش نہ کرتے جس سے میرا مدعا بکلّی کالعدم ہو گیا تھا تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو مَیں تب بھی لاہور پہنچتا۔ اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے مباحثہ منقولی اور پھر بیعت کی شرط لگا کر اپنی جان بچائی اور اس گندے مکر کے پیش کرنے سے اپنی عزت کی پروا نہ کی۔ لیکن اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا تو اب بھی وہی قدرت اُن میں ضرور موجود ہوگی۔ لہذا مَیں اُن کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اسی میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کر دیں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی ایک تفسیر لکھیں جو چار جزء سے کم نہ ہو اور مَیں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ و قوتہٖ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق

صفحہ ۱۸

مامورین کو ملتے ہیں جو سیاہ باطن اور دل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں کہ اُس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رغبت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیور اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہیں کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں چند روز تک یہ تمہاری چیزیں واپس لاکر دے دیں گے اور دل میں دغا تھا۔ آخر عہد شکنی کی اور جھوٹ بولا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لاکر کنعان کی طرف بھاگ گئے۔ اور درحقیقت یہ تمام اعتراضات ایسے ہیں کہ اگر معقولی طور پر ان کا جواب دیا جائے تو بہت سے احمق اور پست فطرت ان جوابات سے تسلّی نہیں پا سکتے اسلئے خدا تعالیٰ

حاشیہ در حاشیہ

فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا۔ انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔ عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔ لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستّر دن تک اس کام کے لئے ہم دونو کو مہلت ہے ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔ اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو مَیں پانسو روپیہ نقد ان کو دونگا۔ اور تمام اپنی کتابیں جلا دونگا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستّر روز تک وہ کچھ بھی لکھ نہ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش صرف یہی دکھلا دونگا

کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابلِ شرم جھوٹ بولا اور کیسے سراسر ظلم اور سفلہ پن اور خیانت سے بعض اخبار والوں نے انکی اپنی اخباروں میں حمایت کی۔ مَیں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گولڑویہ کی تکمیل کے بعد شروع کرونگا اور جو شخص ہم میں صادق ہے وہ ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا۔ اب وقت ہے کہ اخباروں والے جنہوں نے بغیر دیکھے بھالے کے انکی حمایت کی تھی انکو اس کام کیلئے اٹھا دیں۔ ستّر دن میں یہ بات داخل ہے کہ فریقین کی کتابیں چھپکر شائع ہو جائیں۔ منہ

کی عادت ایسے نکتہ چینوں کے جواب میں یہی ہے کہ جو لوگ اس کی طرف سے آتے ہیں ایک عجیب طور پر ان کی تائید کرتا ہے اور متواتر آسمانی نشان دکھلاتا ہے یہانتک کہ دانشمند لوگوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر یہ شخص مفتری اور آلودہ دامن ہوتا تو اسقدر اس کی تائید کیوں ہوتی۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا ایک مفتری سے ایسا پیار کرے جیساکہ وہ اپنے صادق دوستوں سے کرتا رہا ہے۔ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر[1]۔ یعنی ہم نے ایک فتح عظیم جو ہماری طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے تجھ کو عطا کی ہے۔ تا ہم وہ تمام گناہ جو تیری طرف منسوب کئے جاتے ہیں اُن پر اس فتح نمایاں کی نورانی چادر ڈال کر نکتہ چینوں کا خطاکار ہونا ثابت کریں۔ غرض قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہٴ انبیاء علیہم السلام شروع ہوا ہے۔ سنت اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینیوں کا ایک ہی جواب دیدیتا ہے یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے۔ تب جیسے نور کے نکلنے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے یکلخت تاریکی دُور ہوجاتی ہے ایسا ہی تمام اعتراضات پاش پاش ہوجاتے ہیں۔ سو مَیں دیکھتا ہوں کہ میری طرف سے بھی خدا یہی جواب دے رہا ہے۔ اگر مَیں سچ مچ مفتری اور بدکار اور خائن اور دروغگو تھا تو پھر میرے مقابلہ سے ان لوگوں کی جان کیوں نکلتی ہے۔ بات سہل تھی+۔ کسی آسمانی نشان کے ذریعہ سے میرا اور اپنا فیصلہ خدا پر

۱۹

+ مَیں اس مقام تک پہنچا تھا کہ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی کتاب عصائے موسیٰ مجھ کو ملی۔ جس میں میری ذاتیات کی نسبت محض سوء ظن سے اور خدا کی بعض سچی اور پاک پیشگوئیوں پر سراسر شتابکاری سے حملے کئے گئے ہیں۔ وہ کتاب جب مَیں نے ہاتھ سے چھوڑی تو

[1] الفتح : ۲،۳

ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حَکَم کے فعل کے مان لیتے مگر ان لوگوں کو تو اس قسم کے مقابلہ کا نام سُننے سے بھی موت آتی ہے۔ مہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لینا کہ وہ فتح پاکر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یریدون ان یروا طمثك واللّٰه یرید ان یریك انعامہ۔ الانعامات المتواترہ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللّٰه ولیك و ربّك۔ فقلنا یا نار کونی بردا۔ ان اللّٰه مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون الحسنٰی۔ ترجمہ:۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلاوے۔ اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گو بچوں کا گوشت پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حمق ہے وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے لئے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا اور خدا تیرا متولی اور تیرا پرورندہ ہے اس لئے خاص طور پر پدری مشابہت درمیان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تفتیش کے آیت کریمہ ویل لکل ھمزۃ لمزۃ[1] کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کیلئے

[1] الھمزۃ: ۲

دلیل نہیں ہے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا ڈر ہے نہ روز حساب کا کچھ خوف ہے۔ ان لوگوں کے دل جرأت اور شوخی اور گستاخی سے بھر گئے ہیں۔ گویا مرنا نہیں ہے۔ اگر ایمان اور حیا سے کام لیتے تو اُس کارروائی پر نفرین کرتے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۲

ویل یعنی جہنم کا وعدہ ہے۔ افسوس کہ منشی صاحب نے ان بیہودہ نکتہ چینیوں کے پہلے اس آیت پر غور نہیں کی۔ مگر اچھا ہوا کہ انہوں نے باقرار ان کے اس بدگوئی کا خدا تعالیٰ سے دست بدست جواب بھی پا لیا یعنی بارہا انکو وہ الہام ہوا جو کتاب عصائے موسیٰ میں درج ہے یعنی انی مھین لمن اراد اھانتک یعنی میں تجھے اس شخص کی حمایت میں ذلیل کرونگا جس کی نسبت تیرا خیال ہے جو وہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے یعنی یہ عاجز۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا چمکتا ہوا نشان ہے جس نے آیت ویل لکل ھمزۃ لمزۃ[1] کی بلا توقف تصدیق کر دی۔ دنیا کے تمام مولویوں سے پوچھ لو کہ اس الہام کے یہی معنے ہیں اور لفظ مھینؐ قائم مقام مھینک کا ہے۔ اور یہ ایک بڑا نشان ہے۔ اگر منشی الٰہی بخش صاحب خدا سے ڈریں۔ اہانت کیلئے منشی صاحب کو دو ہی راہ سوجھی ہیں (۱) ایک یہ کہ جس قدر کتابوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب شائع نہیں کیں۔ یہ خیال نہ کیا کہ اگر کچھ دیر ہو گئی تو قرآن شریف بھی تو ۲۳ برس میں ختم ہوا۔ آپ کو بدنیتی پر کیونکر علم ہو گیا۔ انسان خدا کی قضا و قدر کے نیچے ہے وانّما الاعمال بالنیّات۔ جبکہ یہ بھی بار بار اشتہار دیا گیا کہ جس شتابکار نے کچھ دیا ہے وہ واپس لے لے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش تھی بجز خبث نفس۔ (۲) دوسرا یہ اعتراض ہے کہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین[2]۔ سَو سے زیادہ پیشگوئی پوری ہو چکی۔ ہزاروں انسان گواہ ہیں۔ اور آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی بھلا فرمایئے کیا وہ الہام شرطی نہیں تھا۔ سچ ہے انکار کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اگر اجتہاد سے ہمارا یہ بھی خیال ہو کہ آتھم میعاد کے اندر مریگا تو یہ اعتراض صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے

[1] الھمزۃ : ۲ [2] اٰل عمران : ۶۲

جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا مَیں نے اس کو اِس لئے بلایا تھا کہ مَیں اُس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں۔ جس حالت میں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر مَیں کس بات میں اور کس غرض کے لئے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جبکہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ مَیں اُن کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُنکر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں اور اب انکو رجوع اشدّ من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا اور جس حالت میں مَیں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کرونگا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی

حاشیہ در حاشیہ متعلقہ صفحہ ۴۵۴

کہ پہلے آپ اسلام سے مرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث ذھب وھلی کے رو سے غلط نکلا۔ لہٰذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی آپکے اصول کے رو سے کاذب ٹھہرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کی انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مر گیا یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپکے معزز دوست ڈپٹی فتح علیشاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اب اسی جماعت میں سے ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

ص۲۰

نہ لیتے۔ کیا مَیں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا؟ پھر اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو مَیں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے۔ دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اوّل منقولی بحث کرو۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہدیں کہ عقائد صحیح وہی ہیں جو مہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کرلو اب دیکھو دنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے؟ مَیں نے تو اُن کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کے لئے بلایا اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں۔ اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور بلاغت کے رو سے نشان کی حد تک پہنچی ہوئی ثابت ہو۔ وہی مؤید من اللہ سمجھا جائے اور صاف لکھدیا کہ کوئی منقولی بحثیں نہیں ہونگی صرف نشان دیکھنے اور دکھلانے کے لئے یہ مقابلہ ہوگا۔ لیکن پیر صاحب نے میری اس تمام دعوت کو کالعدم کرکے پھر منقولی بحث کی درخواست کردی۔ اور اُسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا دیا اور لکھدیا کہ ہم نے آپ کی دعوت منظور کرلی صرف ایک شرط زیادہ لگا دی۔ اے مکّار! خدا تجھ سے حساب لے۔ تو نے میری شرط کا کیا منظور کیا جبکہ تیری طرف سے منقولی بحث پر بیعت کا مدار ہوگیا جس کو مَیں بوجہ مشتہر کردہ عہد کے کسی طرح منظور نہیں کرسکتا تھا تو میری دعوت کیا قبول کی گئی؟ اور بیعت کے بعد اس پر عمل کرنے کا کونسا موقعہ رہ گیا۔ کیا یہ مکر اس قسم کا ہے کہ لوگوں کو سمجھ نہیں آسکتا تھا۔ بے شک سمجھ آیا مگر دانستہ سچائی کا خون کردیا۔ غرض ان لوگوں کا یہ ایمان ہے۔ اس قدر ظلم کرکے پھر اپنے اشتہاروں میں ہزاروں گالیاں دیتے ہیں۔ گویا مرنا نہیں اور کیسی خوشی سے

کہتے ہیں کہ مہر علیشاہ صاحب لاہور میں آئے اُن سے مقابلہ نہ کیا۔ جن دلوں پر خدا لعنت کرے میں اُن کا کیا علاج کروں۔ میرا دل فیصلہ کے لئے دردمند ہے۔ ایک زمانہ گذر گیا میری یہ خواہش اب تک پوری نہیں ہوئی کہ ان لوگوں میں سے کوئی راستی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہے مگر افسوس کہ یہ لوگ صدق دل سے میدان میں نہیں آتے۔ خدا فیصلہ کے لئے تیار ہے اور اُس اونٹنی کی طرح جو بچہ جننے کے لئے دم اُٹھاتی ہے زمانہ خود فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ کاش ان میں سے کوئی فیصلہ کا طالب ہو۔ کاش ان میں سے کوئی رشید ہو۔ میں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کر کے میرا انکار کر رہے ہیں ان کی نکتہ چینیاں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔ بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی کر کے باہم تقسیم کر رکھی ہیں رؤیت حق اور یقین کہاں ہے! اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَکَم یعنی فیصلہ کرنیوالا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حَکَم کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کیلئے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اُسکی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو کم سے کم یہ تو سوچو کہ شائد غلطی ہو گئی ہو اور شائد یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو۔ اور کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے✝۔ اگر میرے پر تمہارا کچھ حق ہے

✝ منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتان اور خلاف واقعہ کی نجاست

{۲۲}

جس کا ایمانًا تم مواخذہ کر سکتے ہو یا اب تک مَیں نے تمہارا کوئی قرضہ ادا نہیں کیا۔ یا تم نے اپنا حق مانگا اور میری طرف سے انکار ہوا تو ثبوت پیش کرکے وہ مطالبہ مجھ سے کرو۔ مثلاً اگر مَیں نے براہین احمدیہ کی قیمت کا روپیہ تم سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدرو گندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔ اور خدا سے بے خوف ہو کر میری عزت پر افترا کے طور پر سخت دشمنوں کی طرح حملہ کیا ہے وہ یقیناً سمجھ لیں کہ یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا۔ اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے ان گالیوں سے زیادہ نہیں جو حضرت موسیٰ کو دی گئیں اور حضرت مسیح کو دی گئیں۔ اور ہمارے سیّد صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ افسوس انہوں نے آیت ویل لکلّ همزة لّمزة[1] کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا۔ اور نہ انہوں نے آیت لاتقف ما لیس لک به علم[2] کی بھی کچھ بھی پروا کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مَیں نے ان کو تسلّی دیدی کہ مَیں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو مَیں کہتا ہوں کہ مَیں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش نہ کرونگا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اسوقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ الا ان لعنة الله علی الکاذبین۔ اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۶؍ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا برمقام فلک شدہ یارب. گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مَیں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال مگر بہرحال ایک نشان میری بریّت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ

[1] الھمزۃ: ۲ [2] بنی اسرائیل: ۳۷

وصول کیا ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین احمدیہ کے وہ چاروں حصے میرے حوالے کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ دیکھو میں کھول کر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ اب اس کے بعد اگر تم براہین احمدیہ کی قیمت کا مطالبہ کرو اور چاروں حصے بطور ویلیو پے ایبل میرے کسی دوست کو دکھا کر میری طرف بھیجدو اور میں ان کی قیمت بعد لینے ان ہر چہار حصوں کے ادا نہ کروں تو میرے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ اور نہ کتاب کو واپس کر کے اپنی قیمت لو تو پھر تم پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح ہر ایک حق جو میرے پر ہو ثبوت دینے کے بعد مجھ سے لے لو۔ اب بتلاؤ اس سے زیادہ میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی حق کا مطالبہ کرنے والا یوں نہیں اٹھتا تو میں لعنت کے ساتھ اس کو اٹھاتا ہوں اور میں پہلے اس سے براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہار شائع کر چکا ہوں جن کا یہی مضمون تھا کہ میں قیمت واپس دینے کو تیار ہوں۔ چاہیئے کہ میری کتاب کے چاروں حصے واپس دیں اور جن دراہم معدودہ کیلئے مر رہے ہیں وہ مجھ سے وصول کریں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتھر مرزا غلام احمد قادیانی ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء

بقیہ حاشیہ در حاشیہ: کرے گا۔ خدا کے کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہولے۔ اور منکر کہتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے سخت دل خدا سے شرم کر وہ تمام پیشگوئیاں پوری ہو گئیں اور یہ زمانہ نہیں گذریگا جب تک باقیماندہ حصہ پورا نہ ہو جائے۔ اب تک تو سو سے زیادہ پیشگوئیاں دنیا نے دیکھ لیں کیوں حیا کو ترک کرتے اور انصاف کو چھوڑتے ہو۔ منہ

ص۲۳

اسلام کیلئے ایک رُوحانی مقابلہ کی ضرورت

ایّہا الناظرین! انصافاً اور ایماناً سوچو کہ آج کل اسلام کیسے تنزّل کی حالت میں ہے اور جس طرح ایک بچّہ بھیڑیئے کے مُنہ میں ایک خطرناک حالت میں ہوتا ہے یہی حالت ان دنوں میں اسلام کی ہے اور دو آفتوں کا سامنا اس کو پیش آیا ہے (۱) ایک تو اندرونی کہ تفرقہ اور باہمی نفاق حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر دانت پیس رہا ہے (۲) دوسرے بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں اس زور شور سے ہو رہے ہیں کہ جب سے آدم پیدا ہوا یا یوں کہو کہ جب سے نبوت کی بنیاد پڑی ہے ان حملوں کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام وہ مذہب تھا

ص۲۴

جس میں ایک آدمی کے مرتد ہو جانے سے قوم اسلام میں نمونہ محشر

بر پا ہوتا تھا اور غیر ممکن سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص حلاوتِ اسلام
چکھ کر پھر مرتد ہو جائے۔ اور اب اسی ملک برٹش انڈیا میں ہزار ہا
مرتد پاؤ گے بلکہ ایسے بھی جنہوں نے اسلام کی توہین اور رسول کریم
کی سبّ و شتم میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ پھر آجکل علاوہ اس کے
یہ آفت برپا ہو گئی ہے کہ جب عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدید* اور

* اس حدیث کو تمام اکابر اہل سنت مانتے چلے آئے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا۔ مگر مجدّدین کے نام جو پیش کرتے ہیں یہ تصریح اور تعیین وحی کے رو سے نہیں صرف اجتہادی خیال ہے۔ اور وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے وہ تین سو سے بھی زیادہ ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج کئے گئے ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف اُن پہلے منکروں کی طرح بن گئے ہیں جو بار بار حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو پیش کرتے تھے یا اُن یہودی کی طرح جو حضرت مسیح کی تکذیب کے لئے اب تک یہ ان کی پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ میں داؤد کا تخت قائم کروں گا اور نیز یہ پیشگوئی کی تھی کہ ابھی بعض لوگ زندہ ہونگے جو میں واپس آؤنگا۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی اُن تمام پیشگوئیوں پر نظر نہیں ڈالتے جو ایک سو سے بھی زیادہ پوری ہو چکی ہیں اور ملک میں شائع ہو چکیں۔ اور جو ایک دو پیشگوئی باعث ان کی غباوت اور کمی توجہ کے ان کو سمجھ نہیں آئیں بار بار انہیں کا راگ گاتے رہتے ہیں۔ نہیں سوچتے کہ اگر اس طور پر تکذیب جائز ہے تو اس صورت میں یہ اعتراض تمام نبیوں پر ہوگا اور ان کی پیشگوئیوں پر ایمان لانے کی راہ بند ہو جائیگی۔ مثلاً جو شخص آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی پر اعتراض کرتا ہے کیا وہ حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو بھول گیا ہے جس پر یقین کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کثیر کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اور کیا یونس نبی کی پیشگوئی چالیس دن والی یاد نہیں رہی۔ افسوس کہ میری تکذیب کی وجہ سے مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کی پیشگوئی کی بھی خوب عزت کی کہ قادیان پر نور نازل ہوا اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جس سے میری اولاد محروم رہ گئی (اولاد میں مرید بھی داخل ہیں) اور پھر جس حالت میں موت کی پیشگوئیاں صرف ایک نہیں چار پیشگوئیاں ہیں (۱) آتھم کی نسبت (۲) لیکھرام کی نسبت (۳) احمد بیگ کی نسبت (۴) احمد بیگ

اصلاح کے لئے اور خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا اور اُس کا نام مسیح موعود رکھا۔ یہ خدا کا فعل تھا جو عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا۔ اور آسمان نے اس پر گواہی دی۔ اور بہت سے نشان ظہور میں آئے لیکن تب بھی اکثر مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کیا۔ بلکہ اس کا نام کافر اور دجال اور بے ایمان اور مکّار اور خائن اور دروغگو اور عہد شکن اور مال خور اور ظالم اور لوگوں کے حقوق دبانے والا اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والا رکھا۔ اور جو چاہا اس کے ساتھ سلوک کیا اور بہتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ جو الہامات اس شخص کو ہوتے ہیں وہ سب شیطانی ہیں یا اپنے نفس کا افترا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ

۲۵

کے داماد کی نسبت اور چار میں سے تین مر گئے اور ایک باقی ہے جس کی نسبت شرطی پیشگوئی ہے جیسا کہ آتھم کی شرطی تھی۔ اب بار بار شور مچانا کہ یہ چوتھی بھی کیوں جلدی پوری نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ سے تمام پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں؟ اے متعصب لوگو! اس قدر جھوٹ بولنا تمہیں کس نے سکھایا؟ ایک مجلس مثلاً بٹالہ میں مقرر کرو اور پھر شیطانی جذبات سے دُور ہو کر میری تقریر سنو۔ پھر اگر ثابت ہو کہ میری تو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو مَیں اقرار کردوں گا کہ مَیں کاذب ہوں۔ اور اگر یوں بھی خدا سے لڑنا ہے تو صبر کرو اور اپنا انجام دیکھو۔ منہ

ہم بھی خدا سے الہام پاتے ہیں اور خدا ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور دجّال اور دروغگو اور بے ایمان اور جہنمی ہے۔* چنانچہ

* منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے جو دعویٰ الہام کرتے ہیں حال میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام عصائے موسیٰ رکھا ہے جس میں اشارۃً مجھ کو فرعون قرار دیا ہے اور اپنی اس کتاب میں بہت سے الہام ایسے پیش کئے ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ یہ شخص کذّاب ہے اور اس کو منجانب اللہ جاننے والے اور اس کے دعویٰ کی تصدیق کرنے والے گدھے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی ہے کہ عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ صلوٰۃ بر آنکس کہ ایں درد بگوید۔ اس کے جواب میں بالفعل اس قدر لکھنا کافی ہے کہ اگر میرے مصدقین گدھے ہیں تو منشی صاحب پر بڑی مصیبت پڑے گی کیونکہ اُن کے استاد اور مرشد جن کی بیعت سے ان کو بڑا فخر ہے میری نسبت گواہی دے گئے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اور آسمانی نور ہے۔ اگرچہ اس بارے میں انہوں نے ایک اپنا الہام مجھے بھی لکھا تھا۔ لیکن میری شہادت یہ لوگ کب قبول کریںگے اس لئے میں عبداللہ صاحب کے اس بیان کی تصدیق کے لئے وہ دو گواہ پیش کرتا ہوں جو منشی صاحب کے دوستوں میں سے ہیں (۱) ایک حافظ محمد یوسف صاحب جو منشی الٰہی بخش صاحب کے دوست ہیں۔ ممکن تھا کہ حافظ صاحب منشی صاحب کی دوستی کے لحاظ سے اس گواہی سے انکار کریں لیکن ہمیں ان کو قائل کرنے کیلئے وہ ثبوت مل گیا ہے جس سے وہ اب قابو میں آگئے ہیں۔ عین مجلس میں وہ ثبوت پیش کیا جائیگا (۲) دوسرا گواہ اس بارے میں اُن کے بھائی منشی محمد یعقوب ہیں۔ ان کی بھی دستخطی تحریر موجود ہے۔ اب منشی الٰہی بخش صاحب کا فرض ہے کہ ایک جلسہ کرکے اور ان دونوں صاحبوں کو اس جلسہ میں بُلا کر میرے روبرو یا کسی ایسے شخص کے روبرو جو میں اس کو اپنی جگہ مقرر کروں حافظ صاحب اور منشی یعقوب صاحب سے یہ شہادت حلفاً دریافت کریں۔ اور اگر حافظ صاحب نے ایمان کو خیرباد کہہ کر انکار کیا تو اس ثبوت کو دیکھیں جو ہماری طرف سے پیش ہوگا اور پھر آپ ہی انصاف کریں۔ اسی پر منشی صاحب کے تمام الہامات پر قیاس کر لیا جائیگا جب کہ ان کے پہلے الہام نے ہی مرشد کی پگڑی اتاری اور ان کا نام خر رکھا بلکہ سب خروں سے زیادہ کیونکہ وہی تو اول المصدقین ہیں تو پھر دوسروں کی حقیقت خود سمجھ لو۔ ہاں وہ جواب دے سکتے ہیں کہ میرے الہام نے جیسا کہ میرے مرشد پر حملہ کرکے اس کو بے عزت کیا ایسا ہی میری عزت بھی تو اس سے محفوظ نہیں رہی کیونکہ وہ الہام جو انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۲۵۵

ط۲۶

جن لوگوں کو یہ الہام ہُوا ہے وہ چار سے بھی زیادہ ہونگے۔ غرض تکفیر کے الہامات یہ ہیں۔ اور تصدیق کے لئے میرے وہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اس رسالہ میں لکھے گئے ہیں۔ اور علاوہ اس کے بعض واصلانِ حق نے میرے زمانہ بلوغ سے بھی پہلے میرا اور میرے گاؤں کا نام لیکر میری نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور بہتوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شخص حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ پیر جھنڈے والا سندھی نے جن کے مرید لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہونگے یہی اپنا کشف اپنے مریدوں میں شائع کیا۔ اور دیگر صالح لوگوں نے بھی دو سو مرتبہ سے

میں لکھا ہے یعنی انّی مھین لمن اراد اھانتک جو بوجہ صلہ لام کے اس جگہ بموجب قاعدہ نحو کے فریق مقابل کو حق انتفاع بخشتا ہے اس کے یہ معنے ہوتے ہیں جو میں تیرے مخالف کی تائید اور نصرت کے لئے تجھے ذلیل کرونگا اور رسوا کروں گا۔ اور اگر کہو کہ اس میں سہو کاتب ہے اور دراصل لام نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی الہام اس کتاب میں کئی جگہ لام کے ساتھ بار بار آیا ہے۔ بلکہ کتاب کے اول میں بھی اور آخر میں بھی اور ممکن نہیں کہ ہر جگہ سہو کاتب ہو۔ غرض یہ خوب الہامات ہیں جو کبھی مولوی عبد اللہ صاحب کو جا پکڑتے ہیں اور کبھی خود ملہم صاحب کو اہانت کا وعدہ دیتے ہیں۔ منہ

بھی کچھ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں اس عاجز کے مسیح موعود ہونے کی تصدیق کی اور ایک شخص حافظ محمد یوسف نام نے جو ضلعدار نہر ہیں بلا واسطہ مجھکو یہ خبر دی✝ کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے قادیان پر گرا (یعنی اس عاجز پر) اور فرمایا کہ میری اولاد اُس نور سے محروم رہ گئی. یہ حافظ محمد یوسف صاحب کا بیان ہے جس کو مَیں نے بلا کم وبیش لکھ دیا۔ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اور اس پر اور دلیل یہ ہے کہ یہی بیان دوسرے پیرایہ اور ایک دوسری تقریب کے وقت عبد اللہ صاحب موصوف غزنوی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے حقیقی بھائی منشی محمد یعقوب صاحب کے پاس کیا اور اس بیان میں میرا نام لے کر

۲۷ه

✝ حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے بہت سے لوگوں کے پاس مولوی عبد اللہ صاحب کے اس کشف کا ذکر کیا تھا ایسے ثبوت بہم پہنچ گئے ہیں کہ اب حافظ صاحب کو مجال گریز نہیں۔ حافظ صاحب کی اب آخری عمر ہے اب انکے دیانت اور تقویٰ آزمانے کے لئے ایک مدت کے بعد ہمیں موقعہ ملا ہے۔ منہ

کہا کہ دُنیا کی اصلاح کے لئے جو مجدد آنے والا تھا وہ میرے خیال میں مرزا غلام احمدؐ ہے۔ یہ لفظ ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا اور کہا کہ شاید* اس نور سے مراد جو آسمان سے اترتا دیکھا گیا مرزا غلام احمد ہے یہ دونوں صاحب زندہ موجود ہیں اور دوسرے صاحب کی دستی تحریر اس بارے میں میرے پاس موجود ہے۔ اب بتلاؤ کہ ایک فریق تو مجھے کافر کہتا ہے اور دجّال نام رکھتا ہے اور اپنے مخالفانہ الہام سُناتا ہے جن میں سے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو مولوی عبد اللہ صاحب کے مرید ہیں۔ اور دوسرا فریق مجھے آسمان کا نور سمجھتا ہے اور اس بارے میں اپنے کشف ظاہر کرتا ہے جیسا کہ منشی الٰہی بخش صاحب

* یاد رہے کہ منشی محمد یعقوب صاحب برادر حقیقی حافظ محمد یوسف صاحب نے بمقام امرتسر تقریب مباہلہ عبد الحق غزنوی مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا یہ بیان لوگوں کو سُنایا تھا جو چار سَو کے قریب آدمی ہونگے اُس وقت انہوں نے شاید کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ رو رو کر اسی حالت میں کہ ان کا مونہہ آنسوؤں سے تر تھا یقینی اور قطعی الفاظ میں بیان کیا تھا کہ مولوی عبد اللہ صاحب نے میری بیوی کی خواب سنکر فرمایا تھا کہ وہ نور جو خواب میں دیکھا گیا کہ آسمان سے نازل ہؤا اور دنیا کو روشن کر دیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ منہ

کا مرشد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی اور پیر صاحب العلم ہیں۔ اب کس قدر اندھیر کی بات ہے کہ مرشد خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کرتا ہے۔ اور مرید مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ کیا یہ سخت فتنہ نہیں ہے؟ کیا ضروری نہیں کہ اس فتنہ کو کسی تدبیر سے درمیان سے اٹھایا جائے؟ اور وہ یہ طریق ہے کہ اوّل ہم اس بزرگ کو مخاطب کرتے ہیں جس نے اپنے بزرگ مرشد کی مخالفت کی ہے یعنی منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کو۔ اور ان کے لئے دو طور پر طریق تصفیہ قرار دیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک مجلس میں ان ہر دو گواہوں سے میری حاضری میں یا میرے کسی وکیل کی حاضری میں مولوی عبداللہ صاحب کی روایت کو دریافت کریں اور استاد کی عزت کا لحاظ کر کے اس کی گواہی کو قبول کریں۔ اور پھر اس کے بعد اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو مع اس کی تمام نکتہ چینیوں کے کسی ردّی میں پھینک دیں*۔ کیونکہ

ص ۲۸

* جبکہ منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہو چکے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب کی مخالفت ضلالت ہے تو ان کو چاہیئے کہ اپنے اس الہام سے ڈریں اور لاتکونوا اوّل کافر بہ کا مصداق نہ بنیں۔ اور حافظ

مرشد کی مخالفت آثار سعادت کے برخلاف ہے۔ اور اگر وہ اب مرشد سے عقوق اختیار کرتے ہیں اور عاق شدہ فرزندوں کی طرح مقابلہ پر آتے ہیں تو وہ تو فوت ہوگئے انکی جگہ مجھے مخاطب کریں اور کسی آسمانی طریق سے میرے ساتھ فیصلہ کریں مگر پہلی شرط یہ ہے کہ اگر مرشد کی ہدایت سے سرکش ہیں تو ایک چھپا ہوا اشتہار شائع کردیں کہ میں عبداللہ صاحب کے کشف اور الہام کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور اپنی باتوں کو مقدم رکھتا ہوں اس طریق سے فیصلہ ہو جائیگا۔ میں اس فیصلہ کیلئے حاضر ہوں۔ جواب باصواب دو ہفتہ تک آنا چاہیئے مگر چھپا ہوا اشتہار ہو۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

محمد یوسف صاحب کے کسی غائبانہ انکار پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ حافظ صاحب کی ایک مضبوط کل ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے اوّل ہم انکو ایک مجلس میں قسم دیں گے اور پھر وہ قطعی ثبوت کی حقیقت ظاہر کرینگے۔ پھر منشی الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ صاحب انفاس اور صاحب کشف اور الہام تھے انکی صحبت میں تاثیرات تھیں ہم اُن کے ادنیٰ غلام ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جبکہ وہ ایسے بزرگ تھے اور آپ انکے ادنیٰ مرید ہیں تو آپ کیوں ایسے بزرگ پر ہاتھ صاف کرنے لگے تعجب کہ وہ یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نور آسمانی ہے۔ اور اس طرح پر وہ میری تصدیق کریں اور آپ یہ الہام پیش کریں کہ موسیٰ[ل] نتواں گشت بتصدیق خرے چند اب آپ ہی بتلا دیں جو شخص اپنے ایسے مرشد کو گدھا قرار دے وہ کیسا ہے اور اسکا یہ الہام کس قسم کا ہے۔ شرم! شرم! شرم!

ل۔ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ دراصل لفظ عیسیٰ ہوگا۔

ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

درد دل سے ایک دعوت قوم کو

مَیں نے اپنا رسالہ اربعین اس لئے شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب اور مفتری کہنے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر بھی ہو سکے چہ جائیکہ نعوذ باللہ ایک مفتری بدکردار کو یہ نشان اور مرتبہ حاصل ہو۔ اے میری قوم! خدا تیرے پر رحم کرے۔ خدا تیری آنکھیں کھولے یقین کر کہ مَیں مفتری نہیں ہوں۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے تئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔ اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے۔ اگر قرآن کریم میں آیت لو تقوّل کبھی نازل نہ ہوتی اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی

کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ موبنہ پر لا سکتا کہ یہ پیمانۂ وحیٔ نبوت یعنی تیئیس[۲۳] برس جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے۔ پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمرِ وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی اور انجیل نے بھی یہی تو پھر کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردّی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور وہ اعتراضات بار بار پیش کرتے ہیں جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے موبنہ سے نکلتے ہیں تو اُن میں تمام نبی شریک ہیں۔ میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے سب کچھ کہا گیا ہے۔ ہائے! یہ قوم نہیں سوچتی کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلا نہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا فلاں آدمی ہے۔ ہائے! یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر مہدی معہود موجود نہیں تھا تو کس کے لئے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا کہ میں مظلوم ہوں اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرھویں صدی میں ہی دل بول اٹھے تھے کہ چودھویں صدی میں ضرور خدا کی نصرت اور مدد آئیگی۔ بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے جو رو رو کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے۔ اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں اُسکے

صـ۳

دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسےٰ جب آئے تو بد قسمت یہودیوں کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلاء ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتّر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اسکا آنا بھی بے سود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے تیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔ اِسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدّت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کرکے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ مَیں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور

م۴

دوران سر اور کمیٔ خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصّہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جرأت کرسکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اَسّی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب مَیں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصّہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتاً للہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

ھ۵

اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں پھر اگر میں کاذب ہونگا تو ضرور وہ دُعائیں قبول ہو جائینگی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددُعا کرے گا وہ بددُعا اُسی پر پڑے گی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اُس پر لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں۔ اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کشتی قرار دیکر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا کیونکہ اُس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھوٹا ہے اور ضرور جھوٹا ہے تو وہ مجھ سے پہلے مریگا اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میں پہلے مرجاؤنگا۔ اور یہی دُعا بھی کی۔ تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مر گیا۔ اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہو جاتی تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کرے گا اور ایسے طور کی دُعا کرے گا تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا۔ بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اس کا قاتل قرار دیا ہے حالانکہ وہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا اور ایک میری پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی تو یہ تو بتلادیں کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دعا کر کے دنیا سے کوچ کر گیا کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔ میری رُوح میں وہی

صفحہ ۶

سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ میں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اکھڑ سکوں۔ اگر ان کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں۔ اور میرے مارنے کے لئے دُعائیں کریں تو میرا خدا ان تمام دعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے مونہہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے۔ اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچکر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو۔ وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھو۔ ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بد دُعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دُور سے اعتراض کرتے ہیں۔ جن دلوں پر مہریں ہیں انکا ہم کیا علاج کریں۔ اے خدا! تو اس اُمت پر رحم کر۔ آمین

المشتھر خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۹ر دسمبر ۱۹۰۰ء

تتمہ اربعین

اِس پیشگوئی مندرجہ ذیل کو جب اصل عبرانی میں دیکھا گیا تو معلوم ہُوا کہ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ جھوٹا نبی ہلاک ہوگا۔ اس لئے مناسب سمجھ کہ وہ پیشگوئی عبرانی الفاظ میں اس جگہ لکھی جاتی ہے ۔ اور وہ یہ ہے :-

استثناء باب ۱۸ - آیت ۱۸—۲۰

נביא אדים להם מקרב אחהם כמוך

نابیاً آتیم لاھیم مقرییب احیھم کاموک

ایک نبی میں مبعوث کرونگا ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند

ונתתי דברי בפיו ודבר אליהם את

وناشتی دبارَیْ بفی ودبشر الیھیم ایت

اور میں دونگا اپنا کلام اسکے مونہہ میں اور وہ سنائے گا انہیں

כל אשר אצונו: והיה האיש אשר

کول اشیر اصوّینو وھایاہ ھا ایش اشیر

تمام جو کچھ کہ میں اُسے کہونگا اور ایسا ہوگا کہ وہ انسان جو

לא ישמע אל דברי אשר ידבר בשמי

لویشمع ال دبرے اشیر یدبیر بشمے

نہ سنے گا ان باتوں کو جو وہ کہے گا میرے نام سے

אנכי אדרש מעמו אך הנביא אשר

آنوکی ایدروش مےعمّو اک ھنابیا اشیر

میں اسکا حساب اس سے لونگا لیکن وہ نبی جو

יזיד לדבר דבר בשמי את אשר לא

یازید لدبّیر دابار بشمی ایت اشیر لوصویتی

ایسی شرارت کرے کہ کوئی کلام میرے نام سے کہے جو کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا

۹ ومتר חיד ל־בר־אשר ידבר בשם אלהים אחרים

لدبّیر و اشیر یدبّیر بشیم الوھیم احریم ومیت

کہ لوگوں کو سناتا اور وہ جو کلام کرے دوسرے معبودوں کے نام پر وہ نبی

ומת הנביא ההוא

ھنابیا ھھو

مر جائے گا

لفظ מת میت جس کا ترجمہ اردو بائبل میں پادریوں نے قتل کیا جائے کیا ہے یہ ترجمہ بالکل غلط ہے عبرانی لفظ מת میت اصل میں صیغہ ماضی میں ہے اور اس کے معنے ہیں مرگیا ہے یا مرا ہوا ہے۔ اس کی مثالیں عبرانی بائبل میں نہایت کثرت سے ہیں جن میں سے چند ایک بطور نمونہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں

پیدائش باب ۵۰ آیت ۱۵ - جب یوسف کے بھائیوں نے دیکھا (כי מת אביהם - کی میت ابی‌ھم) کہ ان کا باپ مرگیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یوسف شاید ہم سے نفرت کرے گا۔

استثنار باب ۱۰ آیت ۶ - تب بنی اسرائیل نے بیرات بنی یاکان سے موسیرہ کو کوچ کیا (שם מת אהרן - شام میت احرون) وہاں ہارون کا انتقال ہوا اور وہیں گاڑا گیا۔

۱۔ سلاطین۔ باب ۳ - آیت ۲۱ - اور جب میں صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو (והנה מת - وھنیہ میت) دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔

۱۔ تواریخ باب ۱۰ آیت ۵ - جب اس کے زرہ بردار نے دیکھا (כי מת שאול - کی میت شاؤل) کہ ساؤل مرگیا ہے۔

مث ایسا ہی کثرت سے اس قسم کی مثالیں موجود ہیں جن میں لفظ מת کا ترجمہ کیا گیا ہے مرگیا ہے۔ مرا ہوا ہے۔ لیکن پیشگوئی کے طور پر جہاں کہ

خدا کے کلام میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ ضرور مرجائیگا تو وہاں بھی یہ لفظ بول کر ماضی سے استقبال کا کام لیتے ہیں۔ یعنی اگرچہ وہ موت ابھی وقوع میں نہیں آئی تاہم اس کا واقع ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ مرگیا ہے یا مرا ہُوا ہے۔ اور اس قسم کے محاورے ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ عبرانی بائبل میں اور بھی کئی جگہ اس طرح سے کہا گیا ہے۔ مثلاً

۲۔سلاطین۔ باب ۲۰۔ آیت ۱ - انہی دنوں میں حزقیاہ کو موت کی بیماری ہوئی۔ تب اموص کا بیٹا یسعیا اس پاس آیا اور اسے کہا:۔ خداوند یوں فرماتا ہے۔ تو اپنے گھر کی بابت وصیت کر (כי מת אתה ולא תחיה کی میت اتاہ ولوتحی یاہ) کیونکہ تُو مرجائیگا اور نہیں جیئے گا۔ دیکھو اسی لفظ میت کے معنے جو کہ استثنار ۱۸: ۱۸ میں آیا ہے - یہاں مرجائے گا کے معنے کئے گئے ہیں۔

خروج باب ۱۱۔آیت ۵ (ומת כל בכור בארץ מצרים۔ ومیت کول بکور بارض مصرائم) اور زمین مصر میں سارے پلوٹھے مرجائیں گے۔

۱۔سلاطین ۱۴: ۱۲ - اور جب تیرا قدم شہر میں داخل ہوگا تو (מת הילד - میت هیالید) وہ بچہ مرجائیگا۔

یرمیاہ ۲۸: ۱۵ - تب یرمیاہ نبی نے حننیاہ نبی سے کہا کہ اے حننیاہ اب سُن خداوند نے تجھے نہیں بھیجا پر تو اس قوم کو جھوٹ کہہ کہہ کے امید وار کرتا ہے۔ اس لئے خداوند یوں کہتا ہے کہ دیکھ مَیں تجھے روئے زمین پر سے خارج کرونگا (השנה אתה מת ۔هشاناہ اتاہ میت) تو اسی سال میں مریگا .... چنانچہ اسی سال ساتویں مہینے حننیاہ نبی مرگیا۔

اِس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اِس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے۔ بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے اور تیئیس برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے اُن لوگوں کی خاص تحریر سے انکا دعویٰ ثابت کرنا چاہیئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سُنایا۔ یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ مَیں خدا کا رسول ہوں۔ اصل لفظ اُن کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہئیں۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے یہ کہا جائے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہُوا ہے۔

غرض پہلے تو یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ کونسا کلام الٰہی اس شخص نے پیش کیا ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر بعد اسکے یہ ثبوت دینا چاہیئے کہ جو تیئیس[۲۳] برس تک کلام الٰہی اس پر نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے یعنی کل وہ کلام جو کلام الٰہی کے دعوے پر لوگوں کو سُنایا گیا ہے پیش کرنا چاہیئے جس سے پتہ لگ سکے کہ تیئیس برس تک متفرق وقتوں میں وہ کلام اس غرض سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے۔ یا ایک مجموعی کتاب کے طور پر قرآن شریف کی طرح اس دعوے سے شائع کیا گیا تھا کہ یہ خدا کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہُوا ہے۔ جب تک ایسا ثبوت نہ ہو تب تک بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی ٹھٹھے میں اُڑانا اُن شریر لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں۔ اور صرف زبان سے کلمہ پڑھتے اور باطن میں اسلام سے بھی منکر ہیں۔

منہ

ضمیمہ اربعین نمبر۲

اعلان!

متعلق صفحہ ۳۰

اس امر کا اظہار ضروری سمجھا گیا ہے کہ اربعین نمبر۲ کے صفحہ ۳۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵ر اکتوبر ۱۹۰۰ء وہ اسوقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷ر اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھکر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوئے اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے اربعین نمبر۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اس لئے میعاد مذکور ہماری رائے میں اب ناکافی ہے۔ لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵ر اکتوبر کے ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے تاکہ کسی صاحب کو گنجائش اعتراض نہ رہے۔ اور مولوی صاحبان کو لازم ہوگا کہ تاریخ مقررہ کے تین ہفتہ پہلے اطلاع دیں کہ کہاں اور کس موقعہ پر جمع ہونا پسند کرتے ہیں۔ آیا لاہور میں یا امرتسر میں یا بٹالہ میں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جب تک کم از کم چالیس علماء و فقراء نامی کی درخواست ہمارے پاس نہیں آئیگی تب تک ہم مقام مقررہ میں وقت مقررہ پر حاضر نہیں ہوں گے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ر ستمبر ۱۹۰۰ء

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ میں نے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھکر اور بہت سی گالیاں سنکر اُن کی اس درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ جس میں ان لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علی شاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اب تک مباحثات مذہبی بہت ہو چکے جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں کچھ تعجب نہیں کہ کسی وقت ان سے فائدہ اُٹھالیں۔ اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا۔ کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی توغل کا بھی دم مارتے ہیں اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آکر انہوں نے میری نسبت فتویٰ تکفیر کو تازہ کیا اور عوام کو بھڑکانے کے لئے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس میں اپنے مایۂ علمی پر فخر کرکے میری نسبت یہ زور لگایا کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے۔ اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا۔ اور علم قرآن کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ دعویٰ ان کا سچ ہے کہ اُن کو علم کتاب اللہ میں بصیرت تام عنایت کی گئی ہے تو پھر کسی کو اُن کی پیروی سے انکار نہیں چاہیئے اور علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے۔ کیونکہ بموجب آیت لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے۔ لیکن صرف

دعویٰ قابل تسلیم نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے۔ اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے۔ اور چونکہ مجھے خدا تعالےٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ:۔ الرحمٰن علّم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا اس لئے میرے لئے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لئے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح بلیغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق اور غالب رہے تو پھر اُن کی بزرگی ماننے میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس مَیں نے اس امر کو قرار دے کر اُن کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں اور نہ علم میں کچھ دخل ہے۔ یعنی انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی اور جیسا کہ عام چال بازوں کا دستور ہوتا ہے یہ اشتہار شائع کیا کہ اوّل مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کرلیں پھر اگر مولوی محمد حسین اور اُن کے دوسرے دو رفیق کہہ دیں کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں تو بلا توقف اسی وقت میری بیعت کرلیں۔ پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائے گی۔ مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار اُن کی حالت پر رونا آیا۔ اور اُن کی حق طلبی کی نسبت جو امیدیں تھیں سب خاک میں مل گئیں۔

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے کہ ہمیں ان کی ذات پر کچھ امید باقی ہے۔ بلکہ یہ موجب ہے کہ باوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا مگر اب تک اُن کے متعلّقین سبّ و شتم

ص۲

سے باز نہیں آتے+ اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور عوام کو دھوکا پر دھوکا دے رہے ہیں اور میری نسبت

+ منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے بھی اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کرکے جو چاہا کہا ہے۔ بات تو تب ہے کہ کوئی انسان حیا اور انصاف کی پابندی کرکے کوئی امر ثابت بھی کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر منشی صاحب کے نزدیک پیر مہر علی شاہ صاحب علم قرآن اور زبان عربی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں جیساکہ وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں تو اب چار جز عربی تفسیر سورۃ فاتحہ کی ایک لمبی مہلت ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اور دوسروں کی مدد بھی لے کر میرے مقابل پر لکھنا اُن کے لئے کیا مشکل بات ہے۔ اُن کی حمایت کرنے والے اگر ایمان سے حمایت کرتے ہیں تو اب تو اُن پر زور دیں۔ ورنہ ہماری یہ دعوت آئندہ نسلوں کے لئے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہماری طرف سے ہوگا کہ اس قدر ہم نے اس مقابلہ کے لئے کوشش کی۔ پانسو روپیہ انعام دینا بھی کیا لیکن پیر صاحب اور ان کے حامیوں نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے۔ تو دوسری مرتبہ کشتی کرائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو اس دوبارہ کشتی کے لئے کھڑا ہے تا احمق انسانوں کا شبہ دُور ہو جائے اور دوسرا شخص جیتا ہے اور میدان میں اس کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا اور بیہودہ عذر پیش کرتا ہے ناظرین برائے خدا ذرا سوچو کہ کیا یہ عذر بدنیتی سے خالی ہے کہ پہلے مجھ سے منقولی بحث کرو پھر اپنے تین دشمنوں کی مخالفانہ گواہی پر میری بیعت بھی کر لو اور اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ تمہارا خدا سے وعدہ ہے کہ ایسی بحثیں میں کبھی نہیں کرونگا پھر بیعت کرنے کے بعد بالمقابل تفسیر لکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یہ پیر صاحب کا جواب ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرط دعوت منظور کر لی تھی۔ منہ

کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پاکر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوراں اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں اپنے گھر کے کسی کوٹھہ میں چھپ گیا۔ ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا لہٰذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی جس کو میں اتمام حجّت کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائے گی۔ کیونکہ تمام دنیا اندھی نہیں ہے انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں اُن متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں اُن میں موجود ہوں گی۔ کیونکہ لاہور آنے پر ابھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ میں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کردوں۔ اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں۔ اور جس طرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کرکے میرے مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپ کر

ؔ۳

شائع ہو جانی چاہیئے۔ تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے رُو سے اور کیا معارف قرآنی کے رُو سے فائق ہے تو مَیں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف پیر صاحب کی نذر کر دوں گا۔ اور اس صورت میں اس کوفت کا بھی تدارک ہو جائے گا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کر کے روتے ہیں جو ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کے لئے بھی سراسر بہتر ہے۔ کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو کہ عقلمند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے۔ یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں بلکہ ہمیں ان کے خاص دوستوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اُن کے تمام دوست ان کے طفیل سے شاہت الوجوہ سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ اُن کے بعض دوست جن کے دلوں میں یہ خیالات ہیں جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزیّن بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لیں گے تو ان کے پوشیدہ شبہات جو پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہیں گے اور یہ امر موجب رجوع خلائق ہو گا۔ جو اس زمانہ کے ایسے پیر صاحبوں کا علّت مدعا ہُوا کرتا ہے۔ اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے تو تسلّی رکھیں کہ ہم اُن سے

ص۴

✣ یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک میعاد تفسیر لکھنے کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اسی میں ہیں۔ ستّر دن میں دونوں فریق کی کتابیں شائع ہو جانی چاہئیں۔ منہ

کچھ نہیں مانگتے اور نہ ان کو بیعت کرنے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ صرف ہمیں یہ منظور ہے کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جس کے بھروسہ پر انہوں نے میری ردّ میں کتاب تالیف کی لوگوں پر ظاہر ہو جائیں۔ اور شاید زلیخا کی طرح اُن کے مُنہ سے بھی الآن حصحص الحق[1] نکل آئے۔ اور ان کے نادان دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگے کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں مگر پیر صاحب دلگیر نہ ہوں۔ ہم ان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بے شک اپنی مدد کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور محمد حسن بھیّں وغیرہ کو بلالیں۔ بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دے کر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کریں۔ فریقین کی تفسیر چار جزء سے کم نہیں ہونی چاہیئے .... اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائیگا۔ اور اس کے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتھر مرزا غلام احمد از قادیان ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

---

[1] یوسف: ۵۲